ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 18

جمعۃ المبارک 08/جولائی 2011ء

06/شعبان 1432 ہجری قمری ۞ 08/احسان 1390 ہجری شمسی

شمارہ 27

اُمّت کے معززترین لوگ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''میری امت کے معزز ترین لوگ حاملین قرآن اور رات کو عبادت کرنے والے ہیں''۔

(شعب الایمان التاسع عشرباب فی تعظیم القرآن، فصل فی تنویر موضع القرآن)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہم سب ابرار، اخیارِ اُمّت کی عزت کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں لیکن ان کی محبت اور عزت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم ان کو خدا بنالیں اور وہ صفات جو خدا تعالیٰ کی ہیں ان میں یقین کرلیں۔

جو مُردوں اور عاجز بندوں کی قبروں پر جاکر ان سے مرادیں مانگتا ہے اس سے بڑھ کر بے نصیب کون ہوسکتا ہے۔

اگر قبروں سے کچھ مل سکتا ہے تو اس کے لئے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبروں سے مانگتے۔

خدا تعالیٰ کی غیرت نے تقاضا کیا ہے کہ مصنوعی خداؤں کی خدائی کو خاک میں ملادیا جاوے۔ دنیا کو حقیقی خدا کے سامنے سجدہ کرایا جاوے۔ اسی غرض کے لئے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے۔

''ہم سب ابرار، اخیارِ اُمّت کی عزت کرتے ہیں اور اُن سے محبت رکھتے ہیں لیکن ان کی محبت اور عزت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم اُن کو خدا بنالیں اور وہ صفات جو خدا تعالیٰ میں ہیں ان میں یقین کرلیں۔ مَیں بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ ہماری آواز نہیں سنتے اور اس کا جواب نہیں دیتے۔ دیکھو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، ایک گھنٹہ میں 72 آدمی آپ کے شہید ہوگئے۔ اس وقت آپ سخت نرغہ میں تھے۔ اب طبعاً ہر ایک شخص کا کانشنس گواہی دیتا ہے کہ وہ اس وقت جبکہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے اپنے لیے خدا تعالیٰ سے دُعا کرتے ہوں گے کہ اس مشکل سے نجات مل جاوے لیکن وہ دُعا اس وقت منشاء الٰہی کے خلاف تھی اور قضا وقدر اس کے مخالف تھے اس لیے وہ ایسی جگہ شہید ہوگئے۔ اگر ان کے قبضہ واختیار میں کوئی بات ہوتی تو انہوں نے کونسا دقیقہ اپنے بچاؤ کے لیے اُٹھا رکھا تھا مگر کچھ بھی کارگر نہ ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قضا وقدر کا سارا معاملہ اور تصرّف تام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ جو اس قدر ذخیرہ قدرت کا رکھتا ہے اور حیّ وقیوم ہے اس کو چھوڑ کر جو مُردوں اور عاجز بندوں کی قبروں پر جاکر اُن سے مُرادیں مانگتا ہے اس سے بڑھ کر بے نصیب کون ہوسکتا ہے؟

انسان کے سینہ میں دو دل نہیں ہوتے۔ ایک ہی دل ہے وہ دو جگہ محبت نہیں کرسکتا۔ اس لئے اگر کوئی زندوں کو چھوڑ کر مُردوں کے پاس جاتا ہے وہ حفظ مراتب نہیں کرتا۔ اور یہ مشہور بات ہے 'گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی'۔ خدا تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کی جگہ پر رکھو اور انسان کو انسان کا مرتبہ دو۔ اس سے آگے مت بڑھاؤ مگر مَیں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ حفظِ مراتب نہیں کیا جاتا۔ زندہ اور مُردہ کی تفریق ہی نہیں رہی بلکہ انسانِ عاجز اور خدائے قادر میں کوئی فرق اس زمانہ میں نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے صدیوں سے خدا تعالیٰ کا قدر نہیں پہچانا گیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت وجبروت عاجز بندوں اور بے قدر چیزوں کو دی گئی۔

مجھے تعجب آتا ہے ان لوگوں پر جو مسلمان کہلاتے ہیں لیکن باوجود مسلمان کہلانے کے خدا تعالیٰ کو چھوڑتے اور اس کی صفات میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کو جو ایک عاجز انسان تھا اور اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معبوث نہ ہوئے ہوتے تو اس کی رسالت بھی ثابت نہ ہوتی بلکہ انجیل سے تو وہ اعلیٰ اخلاق کا آدمی بھی ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن عیسائیوں کے اثر سے متاثر ہو کر مسلمان بھی اُن کو خدائی درجہ دینے میں پیچھے نہیں رہے کیونکہ جیسا کہ وہ صاف مانتے ہیں کہ وہ اب تک حیّ وقیوم ہے اور زمانہ کا کوئی اثر اس پر نہیں ہوا، آسمان پر موجود ہے۔ مُردوں کو زندہ کیا کرتا تھا۔ جانوروں کو پیدا کرتا تھا۔ غیب جاننے والا تھا۔ پھر اس کے خدا بنانے میں اور کیا باقی رہا۔

افسوس مسلمانوں کی عقل ماری گئی جو ایک خدا کے ماننے والے تھے وہ اب ایک مُردہ کو خدا سمجھتے ہیں۔ اور اُن خداؤں کا تو شمار نہیں جو مُردہ پرستوں اور مزار پرستوں نے بنائے ہوئے ہیں۔ ایسی حالت اور صورت میں خدا تعالیٰ کی غیرت نے یہ تقاضا کیا ہے کہ اُن مصنوعی خداؤں کی خدائی کو خاک میں ملایا جاوے۔ زندوں اور مُردوں میں ایک امتیاز قائم کرکے دُنیا کو حقیقی خدا کے سامنے سجدہ کرایا جاوے۔ اسی غرض کے لیے اس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے۔ یاد رکھو انبیاء علیہم السلام کو جو شرف اور رُتبہ مِلا وہ صرف اسی بات سے مِلا ہے کہ انہوں نے حقیقی خدا کو پہچانا اور اس کی قدر کی۔ اسی ایک ذات کے حضور انہوں نے ساری خواہشوں اور آرزوؤں کو قربان کیا۔ کسی مُردہ اور مزار پر بیٹھ کو انہوں نے مُرادیں نہیں مانگی ہیں۔

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کتنے بڑے عظیم الشان نبی تھے اور خدا تعالیٰ کے حضور ان کا کتنا بڑا درجہ اور رُتبہ تھا۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجائے خدا تعالیٰ کے حضور گرنے کے ابراہیم کی پوجا کرتے تو کیا ہوتا؟ کیا آپ کو وہ اعلیٰ درجہ کے مراتب مل سکتے جو اب ملے ہیں؟ کبھی نہیں۔ پھر جبکہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے بزرگ بھی تھے اور آپ نے اُن کی قبر پر جاکر یا بیٹھ اُن سے کچھ نہیں مانگا اور نہ کسی اور قبر پر جاکر آپ نے اپنی کوئی حاجت پیش کی تو یہ کس قدر بیوقوفی اور بے دینی ہے کہ آج مسلمان قبروں پر جاکر اُن سے مُرادیں مانگتے ہیں۔ اُن کی پوجا کرتے ہیں۔ اگر قبروں سے کچھ مل سکتا تو اس کے لیے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ قبروں سے مانگتے۔ مگر نہیں مُردہ اور زندہ میں جس قدر فرق ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ بجُز خدا تعالیٰ کے اور کوئی مخلوق اور ہستی نہیں ہے جس کی طرف انسان توجہ کرے اور اس سے کچھ مانگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشقِ زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ یعنی محمد اپنے رب پر عاشق ہوگیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کو جو شرف مِلا اور جو نعمت حاصل ہوئی وہ اسی وجہ سے اور اگر کوئی پاسکتا ہے تو اسی ایک راہ سے پاسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑا اور قوم اور برادری کی کچھ پروانہ کی۔ خدا تعالیٰ نے بھی وہ وفا کی کہ ساری دُنیا جانتی ہے۔ جس مکّہ سے آپ نکالے گئے تھے اسی مکّہ میں ایک شہنشاہ کی شان اور حیثیت سے داخل ہوئے۔ قوم اور برادری نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ایذارسانی کا باقی نہیں چھوڑا، لیکن جب خدا تعالیٰ ساتھ تھا وہ کچھ بھی بگاڑ نہ سکے۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں اور نبیوں اور رسولوں کی زندگی اس پر گواہ ہے کہ وہ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اس لئے وہ نہیں مرتے جب تک کہ اُن کی مرادیں پُوری نہ ہوجائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہولیں''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 522 تا 524۔ ایڈیشن 2003ء)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔ جون 2011ء

یہ مسجد جو آپ نے بنالی ہے خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنائی ہے، اس کو آپ نے آباد بھی کرنا ہے۔ اس مسجد میں آکر اس بات کی طرف ہماری توجہ ہوگی کہ ہم سب ایک صف میں کھڑے ہو رہے ہیں تو ہمارے لئے آپس میں محبت اور پیار کے جذبات ہونے چاہئیں۔ (مسجد بیت النصر کولون (جرمنی) کا افتتاح اور حضور انور کا خطاب)

کولون سے روانگی اور بیت الرشید ہمبرگ میں ورود مسعود۔ حضور انور کا والہانہ استقبال۔ فیملی ملاقاتیں۔

سینکڑوں افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

لیوبک (Lubeck) شہر میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ''مسجد بیت العافیت'' کے افتتاح کی مبارک تقریب۔

اس ماحول کو بھی، اس علاقہ کو بھی احساس پیدا ہو کہ یہ احمدی جنہوں نے یہ مسجد بنائی ہے یہ باقی مسلمانوں کی طرح، جو بعض شدّت پسند گروپ ہیں، ان کی طرح نہیں بلکہ ان سے میل جول رکھنے والا، ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا، ان کی مسجد میں آنے والا بھی ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ اور کسی قسم کا دکھ اور تکلیف ان سے ہمیں نہیں پہنچے گا۔ (مسجد بیت العافیت کے افتتاح کے موقع پر حضور انور کا خطاب)

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی جرمنی میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

12/جون بروز اتوار 2011ء

مسجد بیت النصر کولون کا باقاعدہ افتتاح

آج پروگرام کے مطابق ''مسجد بیت النصر'' کولون کا باقاعدہ افتتاح تھا۔ دو بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت النصر کولون میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ ہی اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب کا آغاز ہوا۔ مکرم چودھری احمد علی خان صاحب نے تلاوت قرآن کریم پیش کی جس کا جرمن ترجمہ عزیزم ذیشان احمد صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے کولون شہر کا تعارف اور یہاں جماعت کے قیام کی تاریخ بیان کی۔ نیز بتایا کہ کس طرح ہم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر حکومت کے متعلقہ محکموں سے اس جگہ کے بطور مسجد استعمال اور ایک مینارہ تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کی اور آج اس مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔

امیر صاحب جرمنی کے مختصر تعارفی ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا مکمل متن درج ذیل ہے:

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع افتتاح مسجد بیت النصر کولون

[جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے تو اس وقت قریبی چرچ میں گھنٹیاں بج رہی تھیں۔]

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''یہ اتفاق ہے یا توارد ہے۔ اس وقت جب آپ اس مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں، اس کے مقابلہ پر چرچ والے بھی اپنا گھڑیال بجا کر، اپنا گھنٹہ بجا کے چرچ آنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ لیکن اس گھڑیال میں، اس گھنٹے میں، سوائے ایک شور کے اَور کوئی آواز نہیں ہے۔ لیکن یہ مسجد جو آپ نے تعمیر کی ہے اِس چرچ کے قریب، جو خدائے واحد کی طرف بلانے والی ہے۔ اس میں آپ اللہ اکبر کا اعلان کر کے ان لوگوں کو نماز کی طرف بلا رہے ہیں۔ ایک طرف تثلیث کی طرف بلایا جا رہا ہے اور ایسی آواز سے بلایا

مسجد بیت النصر کی افتتاحی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خطاب فرمارہے ہیں

جا رہا ہے جس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ ایک طرف خدائے واحد کی طرف بلایا جا رہا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے، جو سب سے بڑا ہے۔ اور یہ گواہی دی جا رہی ہے کہ اس وقت اس دنیا میں ایک ہی دین ہے جو قائم رہنے والا دین ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والا دین ہے۔ اور وہ دین وہ ہے جسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہی وہ سچے رسول ہیں جن کے اوپر یہ آخری شریعت اتری۔ جس نے خدائے واحد کی حکومت کو اس دنیا پر قائم کرنا ہے۔

پس یہ سوچ آپ لوگوں کو رکھنی چاہئے کہ یہ مسجد جو آپ نے بنالی ہے خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنائی ہے۔ اس کو آپ نے آباد بھی کرنا ہے۔ یہ وہ سجدہ گاہ ہے جس میں صرف اس ذات کو سجدہ کیا جاتا ہے جو زمین و آسمان کو پیدا کرنے والی ذات ہے۔ جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ اس کے علاوہ اَور کوئی ذات نہیں جس کو سجدہ کیا جاسکے۔ اور جب یہ توحید کا پیغام آپ خود سمجھ لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں، اس ماحول میں اس توحید کے پیغام کو پہنچانے والے بن جائیں گے۔

منارہ تو آپ نے بنالیا۔ یہ منارہ بھی ایک سمبل (Symbol) ہے اس روشنی کا، اس توحید کے پیغام کا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں ملا۔ اور جس کو اس زمانہ میں زمانہ کے امام اور مہدی اور مسیح نے ہم تک خوبصورت کر کے پہنچایا۔ جس کو مرورِ زمانہ سے، ایک لمبا عرصہ گزرنے سے زنگ لگ چکا تھا۔ لیکن یہ خوبصورت تعلیم آج ہمیں پہنچی۔ اور ہم اُن خوش قسمتوں میں شامل ہو گئے جنہوں نے اس امام کو مان لیا۔ اب صرف مان لینے سے یا مسجد بنانے سے یا منارہ بنانے سے ہماری خوش قسمتی اور خوش بختی کی انتہا نہیں ہوگی۔ بلکہ انتہا اس وقت ہوگی جب ہم حقیقت میں اس پیغام کو سمجھنے والے ہوں گے، اپنے آپ کو توحید کا نہ صرف پرستار بنانے والے ہوں گے بلکہ اپنی عملی زندگیوں میں اس توحید کو ڈھالنے والے ہوں گے۔ اپنی نسلوں میں اس توحید کو قائم کرنے والے ہوں گے۔

اس مسجد میں آکر اس بات کی طرف ہماری توجہ ہوگی کہ ہم سب ایک صف میں کھڑے ہو رہے ہیں تو ہمارے لئے آپس میں محبت اور پیار کے جذبات ہونے چاہئیں۔ ایک دوسرے کے لئے سلامتی کے جذبات ہونے چاہئیں۔ جب ہم دائیں اور بائیں سلام پھیرتے ہیں تو اس سلام میں دائیں اور بائیں ہر اس شخص تک سلامتی پہنچنی چاہئے۔ اور یہ پیغام ہے جو پھر آگے پہنچتا چلا جاتا ہے۔ اگر اس سوچ کے ساتھ، اس توجہ کے ساتھ آپ اس مسجد کو آباد کریں گے تو یقیناً آپ کی آپس کی محبت بڑھے گی۔ آپ کا آپس کا پیار بھی بڑھے گا۔ آپ کو اس کی عزّت و تکریم کا احساس بھی بڑھے گا۔ اور یہی چیز ہے جس کو پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے کہ ایک خدا سے جو دُوری پیدا ہوگئی ہے بندہ کی، اس دُوری کو دُور کر کے بندہ کو خدا کے قریب کیا جائے۔ دوسرے بندہ بندے کے جو حقوق ادا نہیں کر رہا، ایک افراتفری اس زمانہ میں ہے، اس کی طرف توجہ دلائی جائے اور وہ روح پیدا کی جائے کہ ایک دوسرے کے جذبات اور حقوق کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔

پس ہماری خوش قسمتی تب ہی ہوگی جب ہم اس روح کو عملی طور پر اپنے اوپر لاگو کر لیں۔ نہ کہ اُن لوگوں میں شامل ہوں، خدا نہ کرے، خدا نہ کرے، اُن لوگوں میں کبھی شامل ہوں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی اِن کے دل پھٹے ہوئے ہیں، ان کو ایک نہ سمجھو۔ ہم ایک ہیں اور ہمیں ایک رہنا ہے اور ہمارے دل ایک ہونے چاہئیں۔ نہ کبھی کسی عہدیدار کے خلاف دلوں میں رنجشیں پیدا ہوں، نہ عہدیداروں کو ایک عام احمدی کے خلاف رنجش پیدا ہو۔ جو مسائل پیدا ہوں ان کو آپس میں بیٹھ کر دُور بھی

مسجد بیت النصر کے بیرونی احاطہ میں حضور انور یادگاری پودا لگا رہے ہیں

کیا جاسکتا ہے تاکہ اس حقیقی مقصد کو ہم آگے لے جانے والے اور اس علاقہ میں اور اس ماحول میں اور اس شہر میں اور اس ملک میں پھیلانے والے ہوں جو ہمارا مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ توحید کا پیغام اور وہ نور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اس کو دنیا میں پھیلانا۔

اللہ کرے کہ ہم سب ایک روح کے ساتھ اس پیغام کو سمجھتے ہوئے اپنے اپنے فرائض کو سرانجام دینے والے ہوں۔ اور یہ مسجد، یہ جگہ، یہ منار ہمارے لئے ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔ اب دعا کر لیں''۔

تین بج کر پانچ منٹ پر دعا کے ساتھ یہ تقریب

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر152

مکرم عبدالقادر مدلل صاحب

مکرم عبدالقادر مدلل صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق فلسطین سے ہے۔میری پیدائش نابلس میں 11 مارچ 1970ء کو ایک متدین گھرانے میں ہوئی۔ میرے دادا اپنے علاقے میں خوش اخلاقی، ہمدردی اور تعاون کی مثال سمجھے جاتے تھے۔ان کی دکان تھی اور لوگ ان سے سودا سلف خریدنا پسند کرتے تھے کیونکہ مناسب دام اور پورا تولنے کی وجہ سے وہ ہردلعزیز تھے۔

1988ء میں مَیں ایف اے کر رہا تھا جب مَیں نے اخوان المسلمین کی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کیا۔ میرے والد صاحب کو میرا اس تنظیم میں شامل ہونا پسند نہ تھا اس لئے وہ مجھے ان سے دور رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔لیکن جوش وجذبہ کے ساتھ اس تنظیم سے وابستگی نے مجھے اس میں نہایت اہم مقام دلا دیا تھا۔ جب مَیں نے ایف اے کیا تو خرابیٔ حالات کی وجہ سے فلسطین میں یونیورسٹیاں بند تھیں لہذا مَیں نے فزکس کی اعلیٰ تعلیم کے لئے انڈیا کی ایک یونیورسٹی میں درخواست دی اور مجھے داخلہ مل گیا۔یوں 1989ء سے 1995ء تک مجھے انڈیا میں رہنے کا موقع ملا جہاں میری توجہ فزکس کی پڑھائی سے زیادہ اخوان المسلمین اور فلسطین کے قضیہ کے متعلق لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے پر ہی مرکوز رہی۔ میری ان سرگرمیوں کی بنا پر انڈین سی آئی ڈی نے میرا نام اپنے ملک میں واپس بھیجے جانے والے طلباء کی لسٹ میں شامل کرلیا۔

بہرحال انڈیا سے واپسی کے بعد بھی مَیں نے کچھ عرصہ تک اخوان المسلمین میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں لیکن مختلف حالات وواقعات کی بنا پر گیارہ سال کے بعد مَیں نے اخوان المسلمین سے علیحدگی اختیار کر کے تکفیری جماعت میں شمولیت اختیار کرلی۔لیکن مجھے محسوس ہوا کہ تکفیری جماعت دینی لبادے میں سیاسی اہداف کو پروان چڑھانے والی جماعت ہے جس میں اقتدار کی ہوس اور نفاق اہم عناصر تھے۔اور جس بات پر ان کا سب سے زیادہ دارومدار تھا وہ ان کا یہ طرز فکر تھا کہ حکام اسلامی نظام کی تطبیق نہ کرکے کافر ہوگئے ہیں اور چونکہ اکثر لوگ ان کو کافر نہیں سمجھے اس لئے وہ بھی کافر ہیں۔

بہرحال اس عجیب طرز فکر سے بھی دل اچاٹ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے احمدیت سے تعارف کروادیا۔

جماعت سے تعارف

ہمارے گاؤں کفر صور سے متعدد لوگ تکفیری جماعت میں شامل تھے جن میں ہم تین دوست (ہانی طاہر صاحب، راضی طلال صاحب اور مَیں) نمایاں تھے۔ 1998ء کی بات ہے کہ تکفیری جماعت کے ایک بزرگ رکن ابو مامون صاحب نے لندن میں ہونے والے جماعت کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد جماعت احمدیہ میں شرکت کا اعلان کر دیا جس کی وجہ سے تکفیری جماعت میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ خصوصًا ہانی صاحب نے تو بہت ہی متشددانہ رویہ اپنایا کیونکہ ابو مامون صاحب ان کے خسر تھے۔ چنانچہ اپنے خسر کو واپس لانے کے لئے انہوں نے جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں تحقیق کرنی شروع کر دی۔اس سلسلہ میں مختلف مولویوں کے ساتھ ملاقاتوں کے علاوہ انہوں نے حیفا میں جماعت کے سنٹر سے بھی رابطہ کیا اور بحث ومباحثہ کے بعد بجائے ابو مامون صاحب کو احمدیت سے تائب کرنے کے ہانی صاحب نے خود بھی احمدیت قبول کر لی۔اس کے بعد ہانی صاحب نے ہمیں جماعت کے عقائد کے بارہ میں وقتًا فوقتًا بتانا شروع کیا۔مَیں جب بھی جماعت کی کوئی کتاب پڑھتا یا کسی مسئلہ کے بارہ میں جماعت کی رائے سنتا تو وہ مجھے اچھی لگتی اور انشراح صدر کا باعث ٹھہرتی۔

اعلان بیعت اور مخالفین سے واسطہ

اسی دوران مَیں نے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم کی کتاب ''دلائل صدق الأنبياء'' پڑھی جس نے مجھ پر کچھ ایسا اثر کیا کہ میرا دل صاف ہوگیا اور بس اعلان کرنا باقی رہ گیا۔اس کی بھی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ ایک دن جب ہم اپنے ایک تکفیری جماعت کے متشدد دوست کے گھر میں بیٹھے تھے کہ جماعت کے بعض عقائد کے بارہ میں بات کرتے ہوئے مَیں نے جوش میں آکر اپنے قبولِ احمدیت کا اعلان کردیا۔ یہ سنتے ہی میرا یہ دوست بہت سیخ پا ہوا اور ہمیں اپنے گھر سے نکال دیا۔جب علاقے کے بڑے مولوی کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کی مہم شروع کردی اور لوگوں کے ذہنوں میں زہر بھرنا شروع کردیا۔اس پر ہم نے بارہا اس مولوی کے ساتھ گفتگو بھی کی اور بڑی لمبی بحثیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ اس بارہ میں ایک مناظرہ بھی منعقد ہوا جس میں تمام اہل علاقہ ایک طرف اور ہم تین نوجوان ایک طرف تھے۔اس مناظرہ میں ہمیں گالی گلوچ، ہنسی ٹھٹھا کا نشانہ بنایا گیا۔لیکن بفضلہٖ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہمارا ایمان دن بدن پختہ ہوتا چلا گیا۔ یہ واقعات ہماری بیعت کے چند ماہ بعد 1999ء میں پیش آئے۔

رؤیا کے ذریعہ تسلی

مَیں نے پورے یقین کے ساتھ سچائی کو پہچاننے کے بعد ہی بیعت کی تھی لیکن میری شدید خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں کوئی رؤیا بھی دکھادے جس سے اطمینان قلب مزید راسخ ہو جائے۔لہذا مَیں نے اس بارہ میں دعا کی تو رؤیا میں دیکھا کہ مَیں سکول کی لیبارٹری میں اپنے سٹوڈنٹس کو لیکچر دے رہا ہوں کہ اچانک میرے سامنے والی دیوار پر ایک پلیٹ نمودار ہوتی ہے جس پر یہ عبارت لکھی تھی: ''إِنَّهٗ أَصْدَقُ الصَّادِقِيْن'' رؤیا میں ہی میرے دل میں آیا کہ اس سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

تبلیغ اور لوگوں کا ردّعمل

جب میرے خسر کو میری بیعت کا علم ہوا تو وہ خاصے جز بز ہوئے، لیکن جب ان کے ساتھ اس موضوع پر تفصیلی بات ہوئی تو حق واضح ہوگیا اور انہوں نے سعادتمندی کا ثبوت دیتے ہوئے اسے قبول کرلیا بلکہ ان کی اہلیہ اور ایک کے سوا باقی تمام بچوں نے بھی قبول احمدیت کا اعلان کر دیا۔اسی طرح میری بیوی نے بھی بیعت کرلی اور ایک کے سوا میرے بھی تمام بھائیوں اور ان کی بیویوں نے بھی بیعت کر لی۔ میرے والد صاحب اخوان المسلمین میں ہماری شمولیت کے سخت خلاف تھے اور کئی دفعہ ان کے ساتھ ہماری لمبی بحث بھی ہوئی تھی لیکن بفضلہٖ تعالیٰ احمدیت میں ہماری شمولیت کی انہوں نے مخالفت نہیں کی بلکہ جماعت سے محبت کرنے والے ثابت ہوئے ہیں۔

میرے اردگرد رہنے والے اور میرے ساتھ تعلق رکھنے والے دوست احباب میری خوش خلقی اور حسن معاملگی کی گواہی دیتے ہیں لیکن جب میرے احمدی ہونے کا پتہ چلتا ہے تو منہ بسورتے اور حیرت کا اظہار کرتے ہیں۔

مَیں ایک ہائی سکول میں فزکس کا مضمون پڑھاتا ہوں۔میرے ساتھی جماعت کے افکار وعقائد سے متاثر ہیں لیکن بیعت کے بعد مخالفت کا سامنا کرنے کی ان میں ہمت نہیں ہے اس لئے ان کا قدم آگے نہیں بڑھتا۔

میرے ایک ساتھی نے جو اس سکول میں عربی زبان کا استاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی اشعار پڑھنے کے بعد کہا کہ مَیں تمہارے ساتھ اس لئے بحث نہیں کرتا کہ کہیں مجھے جماعت کی صداقت کا اعتراف نہ کرنا پڑ جائے کیونکہ تمہارے دلائل وبراہین بہت مضبوط اور قاطع ہیں، اور میرے خیال کے مطابق آپ کے دلائل کا مقابلہ کرنے کی کسی میں سکت نہیں ہے۔نیز اس نے کہا کہ میں نے یہ بات صرف تمہارے منہ پر ہی نہیں کی بلکہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے سامنے بھی بیان کی ہے اور ان کے سامنے تمہارے مضبوط طرز فکر کا دفاع کیا ہے۔

میرے سکول کا ہیڈ ماسٹر بھی جماعتی عقائد وافکار سے بہت زیادہ متاثر ہے اور ہمیشہ کہتا ہے کہ جماعتی فکر نہایت عظیم اور انقلاب انگیز ہے۔ایک دفعہ سی آئی ڈی کا اعلیٰ افسر ہمارے سکول کا وزٹ کرنے آیا تو ہیڈ ماسٹر نے اسے کہا کہ تمہیں چاہئے کہ جماعت احمدیہ کو یہاں رجسٹر کروانے میں مدد کرو۔ پھر انہوں نے سی آئی ڈی کے افسر کو میرے بارہ میں یہ بھی کہہ دیا کہ اسے ملوتو جماعت احمدیہ کے بارہ میں تمہارے رائے یکسر بدل جائے گی۔

چنانچہ ایک دفعہ مجھے فلسطینی اتھارٹی کی سی آئی ڈی برانچ نے جماعت کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کے لئے بلایا۔ جب مَیں نے انہیں جماعت کا تعارف کروایا اور اس کے عقائد وافکار کے بارہ میں بتایا تو وہ میرے ساتھ نہایت ادب واحترام سے پیش آئے اور کہنے لگے کہ ہمیں جماعت کے بارہ میں تو آج پتہ چلا ہے۔ شاید اسی کا نتیجہ تھا کہ ایک دفعہ میں نابلس کے علاقہ میں جماعت کی ویب سائٹ اور ایم ٹی اے کی فریکوینسی پر مشتمل بعض کارڈ لوگوں میں تقسیم کر رہا تھا کہ سی آئی ڈی کے ایک نمائندہ نے مجھے روک لیا اور سب کچھ چیک کرنے کے بعد اپنے ہیڈکوارٹر میں فون کرنے کے بعد معذرت کرتے ہوئے مجھے احترام کے ساتھ جانے کی اجازت دی۔

میرے سٹوڈنٹس بھی بفضلہٖ تعالیٰ جماعتی افکار وعقائد سے متاثر ہیں کیونکہ وہ مختلف دینی امور میں دینیات کے استاد سے کوئی سوال پوچھتے ہیں پھر اسی سوال کا جواب جب میں احمدیت کے نقطہ نگاہ سے دیتا ہوں تو خود کہتے ہیں کہ آپ کی رائے عقل ومنطق کے زیادہ قریب اور مطمئن کرنے والی ہے۔

اپنے علاقہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں پہلے پہل تو یوں ہوتا تھا کہ جب بھی ہم لوگوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف بلاتے تھے تو مولویوں کی طرف سے ہمارے خلاف جھوٹے الزامات اور پروپیگنڈہ کی مہم شروع ہو جاتی تھی۔لیکن نہ ہم نے اپنی دعوت الی اللہ کی روش بدلی نہ مولویوں نے گالیوں اور افتراؤں کی سیرت چھوڑی، گو پہلے لوگ ہماری بات سننا پسند نہ کرتے تھے لیکن اب محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسی تبدیلی آئی ہے کہ فلسطین سے بیعتوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے۔

خلیفۂ وقت سے ملاقات

میری بیعت کے سال یعنی 1999ء میں ہی مجھے مکرم ہانی طاہر صاحب کے ساتھ جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کا موقعہ ملا جہاں ہماری ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ہوئی۔حضور انور نے ہمیں ایک ایک قلم عطا فرمایا اور ملاقات میں بہت خوش نظر آرہے تھے۔حضور انور کی بارعب اور باوقار شخصیت سے میں بہت متاثر ہوا۔

آخر میں مَیں ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں کہ جب مَیں نے احمدیت قبول کی تو میرے اردگرد کے لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ جس طرح اس نے اخوان المسلمین اور تکفیری جماعت میں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد انہیں خیر باد کہہ دیا تھا اسی طرح جماعت احمدیہ میں بھی اس کی شمولیت وقتی ٹھہرے گی اور آج نہیں تو کل یہ اس جماعت کو بھی چھوڑ جائے گا۔مَیں آج تک ان کو یہی جواب دیتا ہوں کہ ہر گزرنے والا دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی اس جماعت پر میرے ایمان کی جڑوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا جارہا ہے۔اب میری بیعت پر اس قدر عرصہ گزرنے کے بعد یہ لوگ مایوس ہو چکے ہیں، اب ان میں میرے ساتھ جماعت کے خلاف بات

کرنے کی بھی ہمت نہیں رہی، اور میری جب بھی ان سے ملاقات ہوتی ہے تو اب مَیں انہیں کہتا ہوں کہ بالآخر تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی پر ایمان لانا ہی پڑے گا لیکن اگر اب قبول کرلو گے تو کافی سارا وقت ضائع ہونے سے بچا لو گے۔

{ مکرم عبد القادر مدلل صاحب کو بفضلہٖ تعالیٰ جماعت کی عربی ویب سائٹ پر بھی بہت کام کرنے کی توفیق ملی ہے اسی طرح الحوار المباشر کے جملہ پروگرامز کو تحریر میں لانے میں بھی کلیدی کردار ادا کیا ہے نیز کبابیر سے لائیو نشر ہونے والے پروگرام بعنوان ''مکارم الأخلاق'' کا بھی مستقل حصہ ہیں۔}

✡✡✡✡✡

مکرم شادی مدلل صاحب

مکرم شادی مدلل صاحب مکرم عبد القادر مدلل صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اس قسط میں ان کے احمدیت کی طرف سفر کے بعض اہم واقعات کا بھی ذکر کیا جا رہا ہے۔

سابقہ دینی حالت

مکرم شادی مدلل صاحب فرماتے ہیں کہ:

گو مَیں ایک متدین گھرانے میں پیدا ہوا تھا لیکن میرے نزدیک دین کا مطلب اسی حد تک ہی تھا کہ نمازیں پڑھنے کیلئے مسجد چلے جائیں خواہ ان نمازوں میں کوئی روح اور مٹھاس ہو یا نہ ہو۔ جماعت کے بارہ میں تو مجھے کچھ علم نہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے جماعت کے بارہ میں ایک کتاب دیکھی جو کچھ عرصہ میرے پاس بھی رہی لیکن مجھے اس کی کچھ سمجھ نہ آئی۔

عام تعلیم کے لحاظ سے مَیں ایک ناکام طالبعلم ثابت ہوا تھا جس نے سکول کے بعد پڑھائی کو خیر باد کہہ کر ساتھ کے گاؤں میں بڑھئی کا کام کرنا شروع کر دیا تھا۔

جماعت سے تعارف اور استخارہ

1999ء میں مَیں نے اپنے بھائیوں اور مکرم ہانی طاہر صاحب کی زبانی احمدیت اور اس کے عقائد یعنی وفات مسیح اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں سنا۔ بلکہ ان کی بیعت سے پوری بستی میں شور مچ گیا تھا۔ گو مَیں ان کی باتیں سنتا تھا لیکن شاید ان امور میں تعمق اور تحقیق میرے بس کا کام نہ تھا۔ لہذا مَیں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے ان امور کی سمجھ نہیں آتی تُو ہی مجھے کوئی ایسا واضح رؤیا دکھا جس سے احمدیت کی صداقت یا بطلان ثابت ہو جائے اور مَیں کسی فیصلہ پر پہنچ سکوں۔ چنانچہ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں اپنے گاؤں کی ایک ایسی خالی سڑک پر چل رہا ہوں جس کے ارد گرد بعض قدیم طرز کے مکان ہیں اور جن میں سے بعض مدتوں سے خالی پڑے ہوئے ہیں۔ اس سڑک پر مَیں نے دو دیو قامت شخص دیکھے جن کے ہاتھوں میں بڑے بڑے ڈنڈے تھے۔ ان کے عقب میں ایک بڑی سی کار کھڑی تھی جس میں کوئی سوار نہ تھا۔ ان دونوں قوی ہیکل اشخاص نے ڈنڈے لہراتے ہوئے میری طرف بڑھنا شروع کیا اور نسبتاً قریب آنے پر ایک نے کہا کہ اگر یہ امام مہدی سچا ہے تو پھر آج تمہیں ہمارے ہاتھ سے بچا کر دکھائے۔ مَیں ابھی کچھ سوچنے بھی نہ پایا تھا کہ اچانک وہ کار جس میں کوئی سوار موجود نہ تھا حرکت میں آئی اور اتنی تیزی سے ان کی سمت بڑھی کہ سنبھلنے سے قبل ہی انہیں کچل ڈالا۔ خوف کے مارے میری آنکھ کھل گئی۔

اس رؤیا سے مجھے میری مراد مل گئی اور نہایت وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میری مرضی کے مطابق ہی مجھے سمجھا دیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام سچے ہیں۔ لہذا مَیں نے کسی اور دلیل کے بغیر ہی بیعت کر لی۔

حقیقی بیعت کے ثمرات

جماعتی علوم پر اطلاع پانے اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی راہیں اپنانے کے بعد تو میری زندگی یکسر بدل گئی۔ اب جب مَیں نماز پڑھتا تو مجھے لگتا جیسے اس جیسی نماز مَیں نے پہلے کبھی نہیں پڑھی۔ روزے رکھے تو بھی یہی احساس ہوا۔ نماز روزہ اور دیگر عبادات کا یہ مزہ مجھے پہلے کبھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ الغرض بیعت نے میری زندگی بدل کے رکھ دی۔ بلکہ بیعت کے بعد پہلے رمضان میں میں نے کام سے چھٹی لے کر پورا مہینہ عبادت کے لئے وقف کر دینے کا فیصلہ کیا۔ احمدیت نے میری سوچ اور فکر کو اس حد تک بدلا کہ ایک وقت ایسا تھا کہ میں نے پڑھائی چھوڑ کر بڑھئی کا کام کرنا گوارا کر لیا کیونکہ ایسے لگتا تھا کہ جیسے زندگی کا کوئی مقصد نہ تھا لیکن اب مجھے روحانی و مادی میدان میں آگے بڑھنے کی لو سی لگ گئی تھی لہذا میں نے کام چھوڑ کر دوبارہ پڑھائی کی طرف عود کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کالج میں داخلہ لیا اور بی اے کرنے کے بعد تاریخ میں ماسٹرز کیا اور خدا کے فضل کے ساتھ پوزیشن حاصل کی۔

آپ ایک ایسے شخص کی خوشی اور احساسات کا کسی قدر اندازہ کر سکتے ہیں جو سکول کی پڑھائی سے بھی بیزار ہو اور پھر اسے اس قدر شغف پیدا ہو جائے کہ ماسٹرز کی ڈگری حاصل کر لے۔ یہ سب حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کی برکت تھی اور یہی حقیقی دین اسلام کا خاصہ ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

تبلیغ اور مشکلات

یونیورسٹی میں میرے بارہ میں اکثر طلباء اور اساتذہ کو معلوم تھا کہ مَیں احمدی ہوں۔ ان سب کا ردّ عمل زیادہ مختلف نہ تھا احمدیت کے بارہ میں بات ہوتی تو کوئی آمادہ بہ جنگ ہو جاتا تو کوئی تمسخر و استہزاء کا نشانہ بناتے ہوئے گزر جاتا اور کوئی میرے خلاف غلط قسم کی خبریں پھیلا کر اپنے اسلام کے درست ہونے کا ثبوت فراہم کرنے کی کوشش کرتا۔ ان میں سے ایک استاذ تھا جس نے میرے بارہ میں طلباء میں مشہور کر دیا تھا کہ گویا اس نے کئی بار میرے ساتھ میرے عقائد کے بارہ میں بات کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مَیں ہر بار میدان سے فرار اختیار کر جاتا ہوں۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو مَیں نے اپنے ایک دوست کو ساتھ لیا اور اس استاذ کے دفتر میں پہنچ گیا اور اس سے پوچھا کہ آپ لڑکوں میں میرے بارہ میں ایسی خبریں کیوں پھیلاتے ہیں؟ شاید اسے اندازہ نہ تھا کہ احمدی بفضلہٖ تعالیٰ اپنے عقائد کے بارہ میں ایک بیّنہ پر قائم ہے اور اسے کوئی خوف نہیں۔ لہذا میرا سوال سنتے ہی وہ ہکّا بکّا رہ گیا اور ایک لفظ بھی نہ بول پایا۔

مَیں شعبہ تاریخ میں تھا اور شریعت کالج کے طلباء تاریخ کے طلباء کو میرے بارہ میں بتاتے ہوئے تنبیہ کیا کرتے تھے کہ اس سے بچ کر رہیں بلکہ مقاطعہ کر لیں ورنہ اس کے زہریلے خیالات کا اثر دوسروں میں بھی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ تاریخ کے شعبہ میں ایک ملحد استاد تھا جس کی تدریس اور ملحدانہ خیالات پر کسی کو اعتراض نہ تھا اور اگر اعتراض تھا تو ایک احمدی طالبعلم پر جس کا کام لیکچر دینا نہیں بلکہ علم حاصل کرنا تھا۔ بہرحال اس ملحد استاد کے ساتھ بھی مجھے متعدد بار بحث کرنے کا موقع ملا اور اس کے خیالات کا رد کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

یونیورسٹی میں ایک کمرہ مسجد کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ میری یونیورسٹی میں پڑھائی کے ابتدائی ایام کی بات ہے کہ مَیں اپنے ایک دوست کے ساتھ وہاں باجماعت نماز پڑھ رہا تھا، بعض طلباء نے ہمیں دیکھا تو باجماعت نماز میں شرکت کے لئے ساتھ ہو لئے۔ کچھ دیر کے بعد وہاں نماز کے لئے ایک مولوی آیا اور مجھے نماز پڑھاتا دیکھ کر پیچھے سے بلند آواز میں کہنا شروع کر دیا کہ اے نمازیو! تمہاری نماز ہرگز قبول نہ ہوگی کیونکہ تم ایک قادیانی کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو جو کافر ہے۔ جب مَیں نے نماز ختم کی تو دیکھا کہ وہاں صرف چند مولوی کھڑے مجھے عجیب و غریب نظروں سے گھور رہے ہیں۔ کچھ لمحات اسی طرح ایک دوسرے کو گھورتے گزرے اس کے بعد مَیں خاموشی سے اس کمرے سے نکل آیا اور کسی کو میرا راستہ روکنے کی اللہ تعالیٰ نے جرأت نہ عطا کی۔

مخالفین کو اس لذت سے آشنائی ہی نہیں ہے جو ایک احمدی اس قسم کی تکالیف کے دوران بھی محسوس کر رہا ہوتا ہے۔

جلسہ برطانیہ میں شرکت

2002ء میں مَیں نے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کی۔ ویزہ کا حصول اس قدر مشکل تھا کہ برطانوی سفارتخانہ کے آفیسر نے مجھے کہا کہ تمہارے پاس بینک کی سٹیٹمنٹ نہیں ہے لہذا مَیں ویزہ دینے سے قاصر ہوں۔ پھر کچھ باتوں کے بعد کہنے لگا کہ مجھے تم سچے آدمی لگتے ہو لہذا مَیں اپنی ذمہ داری پر تمہیں ویزہ دیتا ہوں۔ یوں بفضلہٖ تعالی مجھے اس جلسہ میں شرکت کا موقعہ ملا۔ ان دنوں حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ علیل تھے اور ہماری حضور انور سے ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن جلسہ کے دوران وہ روحانی لذت پائی جس کا لفظوں میں بیان ممکن نہیں، میرا دل چاہتا تھا کہ اسی ماحول میں تمام عمر بتا دوں۔

(باقی آئندہ)

✡✡✡✡✡✡

جماعت احمدیہ کمبوڈیا کے جلسہ سالانہ کا انعقاد

مختلف موضوعات پر علمی تقاریر۔ صدر کے ڈپٹی گورنر کی شمولیت اور جماعت کی خدمات پر خراج تحسین

(رپورٹ: فجر ایوب احمد مبلغ کمبوڈیا)

جماعت احمدیہ کمبوڈیا کا جلسہ سالانہ بتاریخ 5 و 6 فروری 2011ء کو منعقد ہوا۔ پہلے روز صبح ساڑھے دس بجے خاکسار فجر ایوب احمد مبلغ کمبوڈیا نے لوائے احمدیت لہرا پھر مکرم احمد بن صالح صاحب نیشنل صدر جماعت نے قومی پرچم لہرایا جس کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔

دوپہر ڈیڑھ بجے افتتاحی اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے اپنی افتتاحی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جلسہ کا مقصد اور اہمیت بیان کی۔ پھر دعا کروائی۔

پہلے اجلاس میں ہی مکرم مولانا احسن سلیم صاحب نے سیرۃ النبی ﷺ، مکرم احمد بن صالح صاحب نے ضرورت امام اور مکرم الحاج حکیم آدم صاحب نے اراکین اسلام کے موضوع پر تقاریر کیں۔

اس کے بعد شاملین جلسہ نے ایک نمائش دیکھی جو اس موقعہ پر لگائی گئی تھی۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد شاملین جلسہ کو مختلف ویڈیوز دکھائی گئیں جن میں احمدیت کا تعارف، انٹرنیشنل بیعت اور احمدیوں پر بنگلہ دیش میں ہونے والے مظالم کی تفاصیل بیان کی گئی تھیں۔

جلسہ کے دوسرے روز نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی اور نماز فجر کے بعد مالی قربانی کے بارہ میں درس دیا گیا۔

دوسرے دن کے اجلاس کا آغاز صبح ساڑھے آٹھ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظموں کے بعد پہلی تقریر مکرم عمران احمد صاحب Cosen Saints of God in the hand of clerics کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر معلم امین بن یوسف صاحب کی حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسول ﷺ کے موضوع پر تھی۔

اختتامی تقریب میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مہمانوں نے تقاریر کیں جن میں Hon. Un Som Ol, Deputy Governor of Kompong Chnang Province بھی شامل تھے۔ انہوں نے قومی سطح پر جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا اور پرائمری سکولوں کے قیام، سکالرشپ، یتیموں کے لئے امداد وغیرہ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ دیگر معززین میں Mr. Hol Chantou Chief District of Kompong Trolach بھی شامل تھے۔ اِن مہمانوں کو جماعت کی تعارفی DVDs بھی پیش کی گئیں۔ جلسہ سالانہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا جو خاکسار نے کروائی۔

جلسہ سالانہ کے آخری روز نماز ظہر و عصر کے بعد 43 افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ الحمدللہ

امسال جلسہ سالانہ میں شاملین کی تعداد 528 رہی جن میں 20 احباب ویتنام کے بھی تھے۔ ایک غیر از جماعت دوست کا تعلق فرانس سے اور دوسرے کا کینیڈا سے تھا۔

اللہ تعالیٰ جماعت کمبوڈیا کے لئے یہ جلسہ بہت بابرکت کرے اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔

✡✡✡✡✡✡

خطبہ جمعہ

اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنعمتَ عَلَیْھِمْ کے معنے یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اکمل اور اتم طور پر نعمتِ روحانی کی بارش ہوئی ہے ان کی راہوں کی ہمیں توفیق بخش کہ تا ہم ان کی پیروی کریں۔ سو اس آیت میں یہی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔

صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ ہم نے زمانے کے امام کی بیعت کر لی اور بس۔ بلکہ پھر اُس نظام کے ساتھ بھی تعلق جوڑنا ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم فرمایا ہے اور جس کا بیان آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ 'رسالہ الوصیت' میں فرمادیا کہ وہ خلافت کا نظام ہے۔

اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے نہیں ہے بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بھی یہ دعا ہے۔

ہمیشہ اپنا محاسبہ کرنا اور پھر اگلی منزل کی طرف قدم بڑھانا ہی ایک مومن کا شیوہ اور شان ہے۔
انجام بخیر ہونے کے لئے اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا بھی بہت ضروری ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17/جون 2011ء بمطابق 17/احسان 1390 ہجری شمسی بمقام گراس گیراؤ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے ہمیں اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ ایک احمدی غور کرے تو اس احسان پر تمام زندگی بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے تو پھر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ کہتے ہیں اس وقت دنیا میں مسلمان دو ارب کے قریب ہیں۔ سب کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی اور حکم ہے کہ چودھویں صدی میں مسیح و مہدی کا ظہور ہوگا۔ ایک اندھیرے زمانے کے بعد پھر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور شروع ہوگا۔ اس لئے جب وہ ظہور ہو، وہ نشانیاں پوری ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ نشانی کہ چاند اور سورج گرہن رمضان کے مہینے میں مقررہ تاریخوں پر ہو تو یہ ایک ایسی نشانی ہے کہ جب سے کہ زمین و آسمان بنے ہیں یہ نشانی کبھی واقع نہیں ہوئی، تو اُس خدا کے فرستادے اور میرے عاشقِ صادق کو مان لینا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ پھر قرآنِ کریم نے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (سورۃ الجمعہ:4) کہہ کر مزید اس طرف توجہ پھیر دی اور جس کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر فرما دی کہ غیر عرب لوگوں میں سے اُس کو تلاش کرنا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ باب و آخرین منھم...... حدیث نمبر 4897)

اور آپؐ نے فرمایا کہ برف کے سِلوں پر بھی گھٹنوں کے بَل چل کر جانا پڑے تو جانا اور اُسے میرا سلام پہنچانا۔ پھر مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ ہدایت پر رہنے اور ہدایت قبول کرنے کی دعائیں بھی سکھائیں لیکن اس کے باوجود اس وقت تک پانچ سات فیصد لوگوں کو ہی زمانے کے امام کو پہچاننے کی توفیق ملی۔ باوجود اس کے کہ مسلمان اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا اپنی نمازوں میں کئی بار پڑھتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ قرآنِ کریم کی پیشگوئیاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اور ارشادات سامنے ہیں، مسلمانوں کی اکثریت اس امام کو جو زمانے کا امام ہے، ماننے سے انکاری ہے۔ اور نہ صرف ماننے سے انکاری ہے بلکہ تکذیب پر شدت سے زور دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سعید فطرت غیر مسلموں بلکہ لامذہبوں اور اس سے بھی بڑھ کر خدا تعالیٰ کو نہ ماننے والوں کو بھی ہدایت عطا فرما رہا ہے، ہدایت کے راستوں کی طرف رہنمائی فرما رہا ہے۔ اور ان لوگوں میں سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے نام نہاد اور مفاد پرست مُلّاؤں کے پیچھے چل کر بعض جگہ مسلمان کہلانے والوں نے امام الزمان کی دشمنی کی انتہا کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اِن لوگوں کو عقل دے۔ علماء جو نام نہاد علماء ہیں وہ تو ایسے حال پر پہنچے ہوئے ہیں کہ لگتا ہے اُن کے لئے بظاہر اصلاح کے سب ذریعے بند ہو چکے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو معصومیت میں یا اپنے خیال میں عشقِ رسول میں اِن کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ صحیح راستوں کی طرف ہدایت عطا فرمائے تا کہ وہ امام کو پہچانیں۔ اور جو دشمنی وہ اس زمانہ کے امام سے کر رہے ہیں، جس کی بعض جگہوں پر انتہائی حدوں کو چھوا جا رہا ہے، اُس سے وہ باز آ جائیں اور اپنی عاقبت سنوارنے والے بن جائیں۔ کاش اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا مسلمانوں کے دل کی آواز بن کر نکلے اور مسلم اُمّت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بنے۔ اور دنیا اِن کو بھی عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھنے والی ہو۔

ایک جگہ اس یعنی اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی آیت کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف نے جیسا کہ تمدن کے لئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ ایک بادشاہ کے زیرِ حکم ہو کر چلیں۔ یہی تاکید روحانی تمدن کے لئے بھی ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ یہ دعا سکھلاتا ہے کہ اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنعمتَ عَلَیْھِمْ (الفاتحہ:7-6)۔ پس سوچنا چاہئے کہ یوں تو کوئی مومن بلکہ کوئی انسان، بلکہ کوئی حیوان بھی خدا تعالیٰ کی نعمت سے خالی نہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ ان کی پیروی کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اکمل اور اتم طور پر نعمتِ روحانی کی بارش ہوئی ہے ان کی راہوں کی ہمیں توفیق بخش کہ تا ہم ان کی پیروی کریں۔ سو اس آیت میں یہی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ''۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد نمبر 13 صفحہ 494)

امام الزمان کی تعریف آپ نے یہ فرمائی کہ وہ رسول بھی ہوتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لئے مامور فرمائے۔ پس اس زمانے میں جیسا کہ میں نے کہا قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق امام الزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق مسیح موعود و مہدی معہود ہی ہیں جو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انعام لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ انعام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے تا قیامت جاری رہنا ہے، اب آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے جاری رہنا ہے۔ اور جیسا کہ آپ نے فرمایا یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جُڑ کر ہی دوسروں کو مل سکتا ہے۔

آج سے چودہ سو سال پہلے جو نعمت جاری ہوئی اُس سے آپؐ کے صحابہ نے خوب فیض پایا۔ ہر وقت اس فکر میں رہتے کہ کس طرح ہم زیادہ سے زیادہ اپنے ایمانوں میں تازگی پیدا کریں۔ اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا وِرد اُن کی زبانوں پر ہوتا تھا۔ نماز پڑھتے تھے تو ہر ہر لفظ اور دعا اُن کے دل کی گہرائیوں سے نکلتی تھی۔ ایک ایسا رشتہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم فرمایا تھا جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے بھی اُن کو ایسا نوازا کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کا خطاب اور اعزاز انہوں نے پایا۔ پس اس نعمت کو حاصل کرنے کے لئے اور ہدایت پر قائم رہنے کے لئے صراطِ مستقیم پر ہمیشہ چلتے چلے جانے کے لئے

جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتے ہوئے اس زمانے کے امام اور مسیح ومہدی کو مانا ہے تو پھر اس سے ایسا تعلق ہمیں جوڑنا ہوگا جو ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنائے اور جب کہ ہم نے خود بیعت کے وقت یہ عہد کیا ہے کہ اس رشتے کو ہم سب سے سوا رکھیں گے، سب رشتوں پر فوقیت دیں گے۔ جیسا کہ دسویں شرطِ بیعت میں درج ہے۔ وہ شرط یہ ہے:

"یہ کہ اس عاجز سے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے) عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت درمعروف باندھ کر اس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ نمبر 160 ایڈیشن 2003ء)

پس صرف بیعت کرکے ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ہماری اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا قبول ہو گئی یا اللہ تعالیٰ نے ہمارے بزرگوں کی اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا قبول کرلی اور ہمیں اپنے فضل سے اُن کے گھروں میں پیدا کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمانے کے امام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادی، یہ کافی نہیں ہے۔ اب جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس امام کو مان لیا ہے تو ہمیں آگے قدم بھی بڑھانے ہوں گے۔ بلکہ اب پہلے سے بڑھ کر اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کی طرف توجہ کی ضرورت ہے کہ یہ عہد جو طاعت درمعروف کا ہم نے باندھا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ قائم رکھے۔ ہم صراطِ مستقیم پر ہمیشہ چلتے چلے جانے والے ہوں۔ اور ہم اس قرآنی حکم پر عمل کرنے والے ہوں کہ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔ پس ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ انسان پر اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو وہ کبھی اپنی کوشش سے کامل اطاعت اور فرمانبرداری نہیں دکھا سکتا۔ اُسے پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر وقت متوجہ رکھنے کے لئے یہ دعا سکھا دی ہے۔ اور ہر نماز میں اور ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ حکم دیا کہ اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کو سامنے رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہدایت دینے والا ہے۔ اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں قائم رکھتے ہوئے اس سے راہِ ہدایت پر قائم رہنے کی دعا کرتے چلے جاؤ۔ اس کے بغیر یہ بہت مشکل ہے کہ انسان کسی سے ایسا تعلق رکھے جو کسی اور خادمانہ حالت میں پائی نہ جاتی ہو۔ ایسا تعلق ہو جو کسی بھی اور رشتے میں پایا نہ جاتا ہو۔ ایسا تعلق ہو جس میں کامل اطاعت ہو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بغیر ممکن نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ہی ہدایت چاہنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہی مدد چاہنے کی ضرورت ہے۔ پس اگر ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ عہدِ بیعت کو حقیقت میں نبھانا ہے تو اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی حقیقت کو سمجھنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک تڑپ کے ساتھ اس دعا کو مانگنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس امام کے ساتھ جُڑنے کے بعد صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ ہم نے زمانے کے امام کی بیعت کرلی اور بس۔ بلکہ پھر اُس نظام کے ساتھ بھی تعلق جوڑنا ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم فرمایا ہے اور جس کا بیان آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ 'رسالہ الوصیت' میں فرمادیا کہ وہ خلافت کا نظام ہے۔

ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیتا ہے لیکن اگر اس آئندہ آنے والی قدرت کا انکاری ہے یا طاعت درمعروف کے عہد میں حیل وحجت سے کام لیتا ہے تو پھر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خادمانہ تعلق کو بھی توڑنے والا بن گیا ہے اور پھر اُن برکات سے بھی محروم ہوگیا ہے جو آپ کے ساتھ جُڑے رہنے سے ملتی ہیں۔ غیر مبائعین کی مثال ہمارے سامنے بڑی واضح مثال ہے۔ انہوں نے بیشک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت تو کی یا بیعت کرنے کا دعویٰ تو کیا لیکن آپ کے اس پیغام کہ خلافت کے نظام کو بھی اُسی قدرت کا تسلسل سمجھنا جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے جاری فرمائی ہے، کو اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے نہ سمجھے یا نہ سمجھنے کی کوشش کی۔

پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے کے بعد پھر دوسری قدرت کے ساتھ بھی تعلقِ اخوت اور وفا کو قائم کیا۔ لیکن ایک احمدی کے لئے یہی اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی انتہا نہیں ہے۔ جیسا میں نے کہا، محاسبہ نفس ہر وقت کرتے رہنا چاہئے۔ اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا ایک تسلسل ہے آگے بڑھتے چلے جانے کا۔ اور ہر وقت ہدایت کی راہ کی تلاش میں رہتے ہوئے اس کے لئے استقامت کی دعا کرنا ہی ایک مومن کی شان ہے۔ عام انسان جو روحانیت کے اعلیٰ مدارج پر نہیں ہے اُس کی تو ہر وقت شیطان سے لڑائی ہے، یا یہ کہہ لیں کہ باوجود نیکیاں بجالانے کے شیطان اُس کو ورغلانے کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے، باوجود خلافت سے وفا کا تعلق جوڑنے کے، باوجود مالی قربانیوں میں حصہ لینے کے، باوجود جماعتی خدمات اور وقارِ عملوں میں حصہ لینے کے کئی لوگ ایسے ہیں جو مجھے مل کر خود اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ نمازوں میں سست ہوں۔ اور نماز جو انسان کی پیدائش کا بنیادی مقصد ہے اُس میں اگر سستی ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ دوسری نیکیوں کو بھی چھڑا لیتی ہے۔ اور ایسے بھی ہیں جو بہت سی نیکیاں تو کرتے ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں لیکن اپنے گھر میں، اپنے اہل کے ساتھ سلوک میں اچھے نہیں ہیں۔ یہ بھی ہدایت کے راستے سے بھٹکنے والے لوگ ہیں۔ اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی بیشک دعا کر رہے ہوں لیکن تمام حکموں پر عمل کرنے والے نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہے۔ پس ہدایت کے راستے تلاش کرنے والا ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کو سامنے رکھ کر، اُس عشق ومحبت کو سامنے رکھ کر جو ایک مومن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا چاہئے، یہ کوشش کرتا ہے کہ اُس پر چلے جس پر اللہ اور اُس کا رسول ہمیں چلانا چاہتا ہے۔ جب ہم اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کرتے ہیں تو ہمارے پیشِ نظر وہ ٹارگٹ ہو، وہ اسوہ ہو جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے۔ جس کو آپ سے فیض پانے والے صحابہ نے ہمارے سامنے رکھ کر منعم علیہ لوگوں کا نمونہ دکھایا۔ جس کو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قول وفعل سے ہمارے سامنے پیش فرما کر ہمیں اندھیروں سے روشنی کی طرف جانے کے راستے دکھائے۔ جن کے ذریعے سے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرکے اعلیٰ روحانی مدارج کو حاصل کیا۔

مَیں نے گھریلو زندگی کا ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کو اپنے اہل سے اپنے گھر والوں سے حسنِ سلوک کا کس طرح ارشاد فرماتے تھے؟۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوکر یہ بیان کیا کہ میری بیوی اپنے میکے میں اتنا عرصہ رہ کر آئی ہے اور اب مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ اُسے کبھی میکے نہیں جانے دینا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کو سُن کر بڑا رنج پہنچا، بڑی تکلیف ہوئی۔ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ نے کہا کہ ہماری مجلس سے چلے جاؤ کہ یہ باتیں ہماری مجلس کو گندہ کر رہی ہیں۔ اور آپ نے کافی سخت الفاظ اُنہیں فرمائے۔ پھر اُنہوں نے معافیاں مانگیں۔ ایک دوسرے صحابی جو اپنی بیوی سے زیادہ حسنِ سلوک نہیں کرتے تھے وہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، وہ وہاں سے فوراً اُٹھ کر بازار گئے۔ بازار جاکر کچھ چیزیں بیوی کے لئے خریدیں اور گھر لے جاکر اُس کے سامنے رکھیں کہ یہ تمہارے لئے تحفہ ہیں اور بڑے پیار سے باتیں کیں۔ بیوی پریشان کہ آج میرے خاوند کو کیا ہوگیا ہے۔ یہ انقلاب کیسا ہوا ہے؟ اُس سے پوچھا کہ آج تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بیوی سے بدسلوکی کا بیان ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سخت تکلیف اور ناراضگی دیکھ کر آیا ہوں۔ اللہ میرے گزشتہ گناہ معاف کرے۔ جو تم سے مَیں سلوک کرتا رہا تم بھی مجھے معاف کرو اور آئندہ حسنِ سلوک ہی کروں گا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 129-128 روایات محمد اکبر صاحبؓ)

تو یہ تبدیلی ہے جو ہدایت کے راستوں کی طرف لے جاتی ہے۔ گھریلو زندگی سے شروع ہوتی ہے۔ معاشرے میں پھیلتی ہے اور پھر دنیا میں پھیلتی ہے اور اسی بات کا آج ایک احمدی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھا ہے۔ اور اسی سے پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے رشتے حاصل ہوتے ہیں۔ تو ہدایت صرف کسی مامور کو مان لینا نہیں ہے یا نظام سے وابستہ ہوجانا ہی نہیں ہے بلکہ اپنی زندگیوں کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنا اور اُس پر قائم ہونا ہدایت کی اَصل ہے، بنیاد ہے۔ پس اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے نہیں ہے۔ یہ دعا صرف اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے نہیں ہے بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بھی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو فرمایا ہے یہ دعا تمہاری زندگی کے ہر شعبے کے لئے ہے۔

یہاں آپ میں سے بھی کئی لوگ ہیں جن میں سے بعض کا مجھے علم ہے جو اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں، بعض ایسے ہیں جن کا علم نہیں ہے۔ باہر وہ بڑے اچھے ہیں، لوگوں کی نظر میں انتہائی شریف اور راہِ ہدایت پر قائم ہیں لیکن اپنے گھروں کے معاملات میں صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اپنے اہل سے حسنِ سلوک کرنا، اپنے گھر والوں سے حسنِ سلوک کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر یہ بیان فرما کر کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل سے اچھا ہے، آخر میں اپنی مثال دی کہ مَیں تم میں سب سے زیادہ اپنے اہل سے حسنِ سلوک کرنے والا ہوں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب حسن معاشرۃ النساء حدیث 1977)

یہ ایک ایسا عمل ہے جو معمولی عمل نہیں ہے۔ اس عمل کی اہمیت بتانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مثال پیش فرمائی ہے۔

پس اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا ہر کام کو سامنے رکھتے ہوئے مومن کو کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نیکیوں کے معیار بڑھتے چلے جائیں اور جب موت آئے تو وہ خالص فرمانبرداری کی موت ہو۔ پس ایک حقیقی مومن وہ ہے جو امام الزمان کو مان کر ہر وقت اپنی نیکیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش میں لگا رہے۔ ہر وقت اپنے ایمان میں ترقی کے لئے کوشاں رہے۔ اللہ سے یہ دعا مانگے کہ جس صراطِ مستقیم پر تُو نے مجھے قائم فرمادیا ہے اس میں میرے قدم ترقی کی طرف بڑھیں۔ ہر وقت اس

کوشش میں ہو کہ تقویٰ میں ترقی کرنے والا ہو۔ جو تقویٰ میں ترقی کرتا ہے وہ ہر وقت خدا تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتا ہے اور جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے وہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں ترقی کرنے کے لئے بھی کوشش اور دعا کرتا ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بھی کوشش اور دعا کرتا ہے۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی دعا کرتا ہے وہ خدمتِ دین کی خواہش میں بھی ہر روز بڑھتا ہے اور خالص ہو کر خدمتِ دین کرنے والا ہوتا ہے۔ اور نہ صرف خواہش میں بڑھتا ہے بلکہ اس کے لئے ہر وہ عمل، ہر قدم جو اس عمل کی طرف وہ اُٹھاتا ہے جس کی خدا اور اُس کے رسول نے ہدایت فرمائی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اُٹھاتا ہے۔ پس ایک حقیقی مومن کو اُن لوگوں کی طرح نہیں بننا چاہئے جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو نیک اور پارسا سمجھتے ہیں، جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو کسی مقام پر پہنچا ہوا سمجھتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کو کوئی مستقل مقام مل گیا ہے یا ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں وہ محفوظ ہو گئے ہیں۔ جب کبھی انسان کو یہ خیال آیا چاہے وہ کتنا بھی پارسا ہو تو سمجھو کہ روحانی لحاظ سے وہ مارا گیا اور شیطان کے شکنجے میں آ گیا۔ پس ہمیشہ اپنا محاسبہ کرنا اور پھر اگلی منزل کی طرف قدم بڑھانا ہی ایک مومن کا شیوہ اور شان ہے۔ جس نے اپنے زعم میں اپنی منزل کو پالیا۔ جماعت کی تھوڑی سی خدمت کر کے اُس پر فخر ہو گیا۔ جماعتی خدمات کو، اپنی عبادات کو کافی سمجھ کر حقوق العباد کی طرف سے توجہ پھیر لی اگر وہ کسی مقام پر پہنچا بھی ہو تو ایک وقت میں اپنے اس عمل کی وجہ سے وہ مقام کھو دیتا ہے۔ اس لئے ایک حقیقی مومن صرف اپنے آج کے نیک عمل کو نہیں دیکھتا بلکہ اپنے انجام کی طرف دیکھتا ہے اور انجام بخیر ہونے کی دعا کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تو کسی کی قوتِ قدسی اس دنیا کے کسی انسان میں نہیں ہو سکتی۔ آپؐ کا کاتبِ وحی یا آج کل کے زمانے میں کہنا چاہئے سیکرٹری، جو نوٹس لیتے تھے، اس قدر انہوں نے قربت کا مقام پایا کہ ہر وقت وحی لکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو یاد فرماتے تھے۔ یہ مقام ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ کو اس پر اعتماد تھا، آپؐ کو اُس پر اعتبار تھا۔ دوسرے مسلمانوں کی نظر میں بھی عبداللہ بن اَبی سرح کاتبِ وحی کا مقام یقیناً ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھتا ہے۔ لیکن انجام کیا ہوا؟ اُسے ٹھوکر لگی اور اپنے اہم مقام سے گرا دیا گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی بعض ایسے لوگ تھے جو عشق و محبت میں بڑھے ہوئے تھے، جب ان کی بدبختی نے ان کو ٹھوکر لگائی تو وہ آپ کے اشد ترین مخالفین میں ہو گئے۔ آپ پر نہایت گندے اور گھٹیا الزام لگانے لگ گئے۔ ہر روز نئے اعتراض کرنے لگ گئے۔ پس انجام بخیر ہونے کے لئے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا بھی بہت ضروری ہے۔ اس پر غور کریں اور پڑھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراطِ مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے جس کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنعَمتَ عَلَیْھِمْ۔ یا اللہ! ہم کو سیدھی راہ دکھا اور اُن لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور رکعت میں مانگی جاتی ہے۔ اس قدر اس کا تکرار ہی اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے''۔ (آپ فرماتے ہیں) ''ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رَٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسانِ کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنے والا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہئے اور تعویذ کی طرح مدّنظر رہے''۔ آپ نے فرمایا کہ اس دعا سے مخلوق کا بھی، انسان کا بھی حق ادا ہو جائے گا اور جو انسانی طاقتیں انسان کو دی گئی ہیں اُن کا بھی حق ادا ہو جائے گا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''غرض منعم علیھم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنعَمتَ عَلَیْھِمْ میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تا کہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے''۔ (الحکم 31 مارچ 1905 جلد 9 نمبر 11 صفحہ 6-5)

یہ بہت بڑا کام ہے۔ ایک اعزاز تو ہے لیکن بہت بڑا کام ہے، بہت بڑی ذمہ واری ہے جماعت کے ہر فرد پر کہ قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر ہر احمدی کو گواہ ٹھہرنا چاہئے۔

پس ہر احمدی قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر تبھی گواہ ٹھہر سکتا ہے جب اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا پڑھتے ہوئے ترقی کے مدارج طے کرتا جائے اور انعام یافتہ لوگوں کے معیار حاصل کرتا چلا جائے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کے ہر پہلو کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کی کوشش ہو۔ پس یہ مدارج حاصل کرنے کے لئے ہم نے کوشش کرنی ہے اور جب ہم یہ کوشش کریں گے تو حقیقت میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے مضمون کو سمجھنے والے ہوں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو بھی پورا کرنے والے ہوں گے۔ ورنہ یہ دعا بھی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے طوطے کی طرح رَٹے ہوئے الفاظ ہو جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملے میں کوئی حصہ کھوٹ کا ہوگا تو اس قدر اُدھر سے بھی ہوگا۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملے میں کھوٹ ہوگی تو اللہ تعالیٰ کھوٹ تو نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ اُس کھوٹ کو سمجھتا ضرور ہے اس لئے جو تم سمجھتے ہو کہ معاملے میں کھوٹ کر جاؤ گے، دھوکہ دے دو گے، اُس دھوکہ کی وجہ سے تمہیں اجر نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز جانتا ہے۔ فرماتے ہیں ''مگر جو اپنا دل خدا سے صاف رکھے اور دیکھے کہ کوئی فرق خدا سے نہیں ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے کوئی فرق نہ رکھے گا۔ انسان کا اپنا دل اُس کے لئے آئینہ ہے۔ وہ اس میں سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ پس سچا طریق دُکھ سے بچنے کا یہی ہے کہ سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور وفاداری اور اخلاص کا تعلق دکھاؤ اور اس راہِ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدم کرو کیونکہ اس کی بابت تم پوچھے جاؤ گے''۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 63 ایڈیشن 2003ء)

پس اپنے نفس کا محاسبہ ضروری ہے۔ دنیا میں اربوں مسلمان ہیں۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا پڑھتے ہیں، لیکن کیونکہ طوطے کی طرح رَٹے ہوئے الفاظ پڑھنے والا معاملہ ہے اس لئے نمازوں کے بعد اُن کی فتنہ و فساد کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔ بعض کے منہ سے جماعت کے خلاف مغلظات ہی نکلتی ہیں۔ مسجدوں میں کھڑے ہو کر مغلّظات ہی بکتے ہیں۔ یا آپس کے فتنوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیا یہ وہ صراطِ مستقیم ہے جس کی دعا سکھائی گئی ہے؟ یقیناً نہیں۔ ہمارے سامنے تو اُس صراطِ مستقیم کے راستے ہیں جو جانوروں کی حرکات چھوڑ کر انسان بنانے والی تھیں۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسان بنانے والی تھیں اور پھر وہ تعلیم یافتہ انسان باخدا انسان بنے۔ تو یہ نمونے ہمارے سامنے کوئی قصہ کہانی کے رنگ میں نہیں ہیں کہ آئے اور ہم نے قصے سن لئے اور کہانیاں سُن لیں بلکہ ہمارے سامنے یہ نمونے ہمیں عمل کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہیں۔ اور انہی باتوں کی طرف اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سے بیعت لی ہے۔ پس اس جذبے کو اپنے اندر قائم رکھتے ہوئے، قرآنی تعلیم پر عمل کر کے ہی ہم راہِ بیعت کو مقدم رکھ سکتے ہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ صرف اس بات پر خوش نہیں ہوگا کہ ہم اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے الفاظ کروڑوں دفعہ پڑھتے اور دہراتے رہیں۔ بلکہ یہ کوشش اور روح کی گہرائی سے نکلے ہوئے الفاظ جو اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم پر چلنے اور قائم رہنے کی دعا اور مدد مانگ رہے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والے بنیں گے۔ ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم پوچھے جاؤ گے کہ تمہارا دعویٰ تو کچھ اَور ہے اور عمل کچھ اَور ہے۔ پس ہر دعا کے ساتھ کوشش اور نیک نیت شرط ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:72) جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اُس کو اپنی راہیں دکھلا دیں گے''۔ فرمایا ''یہ تو وعدہ ہے اور اُدھر یہ دعا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ سو انسان کو چاہئے کہ اس کو مدّنظر رکھ کر نماز میں بالحاح دعا کرے''۔ (بڑے الحاح کے ساتھ دعا کرو) ''اور تمنا رکھے کہ وہ بھی اُن لوگوں میں سے ہو جاوے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اُٹھایا جاوے''۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 39-38 مطبوعہ قادیان 1899ء۔ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام (سورۃ الفاتحہ) جلد اوّل صفحہ 285)

پس اب جبکہ ایک لحاظ سے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بصیرت عطا فرما دی کہ اللہ اور اُس کے رسول کے پیغام کو سمجھ کر زمانے کے امام سے ہم جُڑ گئے ہیں، مان لیا ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ترقی کے راستے ہمیشہ کھلے ہیں اور روحانی مدارج تو ہمیشہ طے ہوتے چلے جاتے ہیں، آپ کے قدم ترقی کی طرف بڑھنے چاہئیں۔

آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ جماعت میں داخل ہو کر اپنے اندر ایک تغیر قائم کرو اور وہ نظر بھی آنا چاہئے۔ کسی بھی حکم کو خفّت کی نظر سے نہ دیکھا جائے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جائے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 472 ایڈیشن 2003ء)

پس قرآنِ شریف کے سینکڑوں احکامات کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کے لئے کوشش کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہر انسان خود اپنے جائزے لے سکتا ہے اور کوشش کر سکتا ہے۔ اور اگر احساس ہے تو سب

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سے بہترین طریقہ بھی یہی ہے کہ خود اپنے جائزے لے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ انسان کا دل آئینہ ہوتا ہے ذرا اپنے دل کے آئینے کو صاف کر کے اس میں اپنے چہرے دیکھیں، اس میں اپنے دلوں کی کیفیت دیکھیں تو ہر ایک کو اُس کے اندر کی کیفیت نظر آ جائے گی۔ دوسروں پر اعتراض ختم ہو جائیں گے اور اپنی اصلاح کی طرف ہی توجہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اور خود اِھْدِنَــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کو سمجھ کر پڑھنے کی طرف توجہ ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ اندرونی جائزے کی تبدیلی ہے جو مَیں جماعت میں چاہتا ہوں۔ پس یہ جائزے ہمیں عہدِ بیعت اور ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے رہیں گے۔ جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ حقیقی مومن وہ ہے جو ایمان میں ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ اب مومن ہونے کے جو معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائے ہیں وہ بھی بیان کر دیتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’جب تک کسی کے پاس حقیقی نیکیوں کا ذخیرہ نہیں ہے‘‘ (ایک دو نیکیاں نہیں حقیقی نیکیوں کا ذخیرہ نہیں ہے) ’’تب تک وہ مومن نہیں ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں اِھْدِنَــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا تعلیم فرمائی ہے کہ انسان چوری، زنا وغیرہ موٹے موٹے برے کاموں کو ترک کرنا ہی نیکی نہ جان لے‘‘۔ (بڑے بڑے گناہ جو ہیں ان کو نہ کرنا ہی نیکی نہ جان لو) ’’بلکہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ فرما کر بتلا دیا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شے ہے۔ جب تک اُسے حاصل نہ کرے گا تب تک نیک اور صالح نہیں کہلائے گا۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے یہ دعا نہیں سکھلائی کہ تُو مجھے فاسقوں اور فاجروں میں داخل نہ کر اور اس پر بس نہیں کیا۔ بلکہ یہ سکھلایا کہ انعام والوں میں داخل کر‘‘۔

(البدر 10 جنوری 1905 نمبر 1 جلد 4 صفحہ 3۔ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام (سورۃ الفاتحہ) جلد اول صفحہ 287)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا صرف ایک آدھ نیکی نہیں بلکہ ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ حقیقی نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرے اور یہ حقیقی نیکیوں کا ذخیرہ اللہ تعالیٰ اور بندوں، دونوں کے حقوق ادا کرنے سے ہی ملتا ہے۔ قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمالِ صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اُسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا‘‘۔ (اگر خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان ہے تو پھر یہ یقینی بات ہے کہ وہ گناہ نہیں کرے گا) ’’کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضاء کو کاٹ دیتا ہے۔ دیکھو اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جائیں تو وہ آنکھوں سے بدنظری کیونکر کر سکتا ہے‘‘ (آنکھیں ہی نہیں تو بدنظری کیا کرنی ہے) ’’اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا۔ اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیئے جائیں، شہوانی قُویٰ کاٹ دیئے جائیں پھر وہ گناہ جو ان اعضاء سے متعلق ہیں کیسے کر سکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفسِ مطمئنّہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفسِ مطمئنّہ اُسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی۔ وہ دیکھتا ہے پر نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔ وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سُن سکتا۔ اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں اور اندرونی اعضاء کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اُس کی ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہو سکتا تھا ایک موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ بالکل ایک میّت کی طرح ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اُسے دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہئے‘‘۔ فرمایا ’’اور ہماری جماعت کو اس کی ضرورت ہے۔ اور اطمینانِ کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمانِ کامل کی ضرورت ہے‘‘۔ فرماتے ہیں ’’پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچّا ایمان حاصل کریں‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 504 ایڈیشن 2003ء)

صرف مان لینا کافی نہیں یہ ایمان کی کیفیت ہے جو ہمیں حاصل کرنی ہے۔ پس یہ وہ معیار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے یہ معیار حاصل کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب کے تعلق میں بڑھنے والے ہوں۔ جس ہدایت پر اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے، جو احسان ہم پر فرمایا ہے اُس انعام اور احسان کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی میں ترقی کرتے چلے جانے والے بنیں۔ اپنی نسلوں میں احمدیت کے نام کو جاری رکھنے کے لئے اپنی کوششوں اور دعاؤں میں کبھی سست نہ ہوں۔ اِن ملکوں میں جو دنیاوی آسائشیں ہیں یہ کبھی ہمیں اپنے مقصد کے حصول سے ہٹانے والی نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

جماعت احمدیہ یوگنڈا کے تحت جلسہ یوم خلافت کا انعقاد

(عنایت اللہ زاھد۔ امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ یوگنڈا)

30 رمئی 2011ء کو یوگنڈا کے نیشنل ہیڈ کوارٹر کمپالا کی مرکزی مسجد میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ کا آغاز خاکسار کی صدارت میں تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ بعد ازاں مکرم سوید صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ’’خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے‘‘ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا اور لوکل زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم عبد الرحمان صاحب نے جو گھانا جامعہ سے فارغ التحصیل ہیں ’’نظامِ خلافت دنیا کے اتحاد کا ضامن‘‘ کے موضوع پر تقریر کی جس میں انہوں نے خلافت راشدہ اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ اتحاد کے قیام کی کوششوں پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں مکرم رشید احمد نوید صاحب (مربی سلسلہ) نے موثر انداز میں ’’خلافت کی نعمت اور ہماری ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر تقریر کی جس میں انہوں نے خلافت کی نعمت پر شکر ادا کرنے اور دیگر ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

مکرم ندیم خالد رانا صاحب پرنسپل احمدیہ ہائی اسکول کمپالا نے ’’برکاتِ خلافت‘‘ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے خلافت کی تاریخ، پسِ منظر اور درپیش چیلنجز نیز خلافت سے حاصل ہونے والی برکات پر روشنی ڈالی۔

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے خدام، انصار و لجنہ کے صدران کو ایک سرکلر موصول ہوا تھا جس میں حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 13 رمئی 2011ء کے حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے بارہ میں جماعت کے موقف کو واضح فرمایا تھا اور اس کو بغیر کسی حیل و حجت کے غیروں کے سامنے پورے اعتماد کے ساتھ پیش کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ تبلیغی اور تربیتی لحاظ سے اور جماعتی عقائد اور اس سلسلہ میں جماعتی موقف کو مفصّل بیان کرنے کی ضرورت کے پیشِ نظر خاکسار نے قرآن و حدیث اور حضرت مسیحِ موعودؑ کے اقتباسات کی روشنی میں حضرت مسیحِ موعودؑ کا دعویٰ نبوت اور جماعت احمدیہ کا اس سلسلہ میں موقف مدلّل اور مفصّل انداز میں بیان کیا۔ اس جلسہ کی کارروائی ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہی۔

علاوہ ازیں ملک کے طول و عرض میں اس مبارک اور مقدس دن کے حوالہ سے زونز (Zones) کی مختلف جماعتوں میں جلسے منعقد کئے گئے۔

☆ اگانگا زون (Iganga Zone) میں تین جماعتوں میں جلسے منعقد ہوئے اور زونل جلسہ بُوسُو جماعت میں منعقد ہوا۔ ان جلسوں میں خلافت کی اہمیت، ضرورت، برکات، خلفاء کے کام اور ان کی بابرکت زندگی کے موضوعات پر تقاریر پیش کی گئیں۔ اگانگا زون میں کل شاملین کی تعداد 304 رہی۔

☆ مکونو زون (Mukono Zone) میں چار جماعتوں میں یومِ خلافت کے جلسے منعقد ہوئے۔ مجموعی حاضری 200 رہی۔

☆ کامولی زون (Kamuli Zone) کی تین بڑی جماعتوں میں جلسہائے یومِ خلافت منعقد کئے گئے۔

☆ مساکا زون (Masaka Zone) میں چار جماعتوں میں یومِ خلافت کے جلسہ جات منعقد کئے گئے جن میں 256 احباب نے شرکت کی اور 17 غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے جن میں سے ایک دوست نے بیعت کی بھی توفیق پائی۔

☆ جنجا زون (JinjaZone) میں دو جماعتوں میں جلسے منعقد ہوئے۔ کُل شاملین کی تعداد 300 تھی۔

☆ امبارارا زون (Mbarara Zone) میں دو مقامات پر جلسے ہوئے۔ شاملین کی تعداد 102 رہی۔

☆ کدما زون (KadamaZone) میں زونل جلسہ منعقد ہوا جس میں 70 احباب شامل ہوئے۔

☆ امبالے زون (MbaleZone) میں دو جگہ جلسہ جات منعقد ہوئے جن میں 77 احباب نے شرکت کی۔

قارئین سے ان جلسوں کے نیک نتائج کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ پرتگال کے تحت جلسہ یومِ خلافت کا انعقاد

(رپورٹ: طیب احمد منصور۔ سیکرٹری اشاعت جماعت پرتگال)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پرتگال کو مورخہ 29 رمئی کو مرکزی سنٹر میں جلسہ یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب مبلغ سلسلہ و صدر جماعت احمدیہ پرتگال کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جس کا اردو و پرتگیزی ترجمہ پیش کیا گیا۔ تلاوت اور قصیدہ کے بعد مکرم صدر صاحب نے جلسہ کے اغراض و مقاصد پرتگیزی زبان میں بیان کئے۔ پھر خلفائے راشدین سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ، سیدنا حضرت عمرؓ، سیدنا حضرت عثمانؓ اور سیدنا حضرت علیؓ کی سیرت و سوانح کے اجمالی خاکوں پر تقاریر پیش کی گئیں۔ یہ تقاریر پرتگیزی زبان میں تھیں۔ ان تقاریر کے بعد مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ پرتگال نے خلافت کی ضرورت اور اہمیت پر پرتگیزی زبان میں تقریر کی۔ آپ نے آیت استخلاف کی احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریرات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں پُر مغز تشریح بیان کی اور بتایا کہ اُمت مسلمہ کے تمام مسائل کا حل خلافت کی اطاعت میں آ جانے سے ہے۔

پھر خاکسار نے برکاتِ خلافت کے موضوع پر تقریر کی جس میں خلافت کی وجہ سے جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والی برکات کا مختصراً ذکر کیا جن سے دوسرے مسلمان محروم ہیں۔ خاکسار کی تقریر کے بعد چند خدام نے ترانہ ’’خلافت کے امیں ہم ہیں امانت ہم سنبھالیں گے‘‘ خوش الحانی سے پڑھا۔ ترانہ کے بعد پرتگیزی زبان میں خلفائے احمدیت کی سیرت و سوانح پر مشتمل تقاریر پیش کی گئیں۔

دُعا سے جلسہ یومِ خلافت کا اختتام ہوا۔ جلسہ کی کُل حاضری 46 تھی جن میں انصار، خدام، لجنہ، ناصرات، اطفال اور 5 نومبائعین بھی شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ شاملین جلسہ اور ان کی آنے والی نسلوں کو بھی خلافت کے دامن سے چمٹائے رکھے اور خلافت کی برکات سے مستفیض فرماتا رہے اور باقی اُمت مسلمہ کو بھی خلافت کے سائے میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 16

میں دنیا کی حفاظت کے لئے کشتی نوح بنائی تھی اور ایک اشتہار میں اس کا ذکر کیا تھا، جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: "اب ہماری سچی کشتی نوح جھوٹی کشتی نوح پر غالب آ جائے گی"۔ (البدر نمبر 4 جلد اول۔ مؤرخہ 21 نومبر 1902ء کالم صفحہ 29)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے دعویٰ کے خلاف ایک اشتہار لکھا اور اسے انگلستان کے اخباروں میں شائع کروایا۔ ایک اخبار "سنڈے سرکل" لندن نے 14 فروری 1903ء کی اشاعت میں بھی اس اشتہار کو شائع کیا اور اس اشتہار کے شائع کرنے سے پہلے اس اخبار نے اس عنوان کے تحت خبر بھی لکھی کہ "سب سے آخری مسیح اور پادری پگٹ کا ایک ہندوستانی حریف"۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 255 مطبوعہ ربوہ) بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے تباہ و برباد ہونے کی خبر دی تھی۔ وہی پگٹ جو ان دنوں میں اپنے عروج پر پہنچا ہوا تھا عیسائیوں کی مخالفت کا سامنا نہ کر سکا اور چھپتا پھرتا تھا اور اس طرح دنیا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی کشتی نوح کے غالب آنے کا نظارہ دنیا نے دیکھا۔

پھر امریکہ میں ایک شخص کھڑا ہوا جس نے بہت سی تعلّیاں کیں۔ جس نے نبوّت کا دعویٰ بھی کیا اور اخبار میں یہ اعلان شائع کروایا کہ "مَیں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے"۔

(بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 686 مطبوعہ ربوہ)

پھر اور بھی اُس نے بہت کچھ کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے مباہلہ کا چیلنج دیا اور فرمایا تم اپنے خدا سے دعا کرو اور ہم اپنے خدا سے دعا کرتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ کون کس پر غالب آتا ہے۔ لیکن وہ جواب نہیں دیتا تھا۔ آپ نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ جھوٹا جو ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوگا۔ اور پھر وہ طبعی موت بھی نہیں ہوگی۔ یہ نہیں کہ کسی حادثہ میں یا کوئی جان بوجھ کر مار دے۔ بہرحال وہ جواب نہ دیتا رہا۔ لیکن لوگوں کے مجبور کرنے پر پھر ڈوئی نے اپنے اخبار "Leaves of Healing" کے 27/ دسمبر 1903ء کے شمارہ میں پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا اور وہ بھی اس درجہ حقارت کے ساتھ کہ اُسے اپنی روز بروز بڑھتی ہوئی طاقت اور قوت اور دولت اور حشمت جو تھی اس پر اور اپنے مریدوں کی کثرت پر بڑا غرور تھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

" In India there is a Mohammadan Messiah who keeps on writing to me that Jesus burried in Kashmir. People ask me why do I not send him the necessary reply?. Do you think that I should answer such gnats and flies?. If I were to put my foot on them, I would crush them to death. The fact that I merely give them a chance to fly away and servive."

(Leaves of Healing, December 27, 1903)

یعنی ہندوستان میں ایک محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے۔ اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تُو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان مچھروں اور مکھیوں کو جواب دوں گا۔ اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو مَیں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔ در اصل میں تو انہیں کہیں اُڑ جانے اور بچ جانے کا موقع دے رہا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20/ فروری 1907ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں بیان کیا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ایک ایسا نشان ظاہر ہونے والا ہے جو تمام دنیا کے لئے ہوگا۔ چنانچہ آپ بیان کرتے ہیں کہ:

"خدا فرماتا ہے کہ مَیں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ عام دنیا کے لئے ایک نشان ہوگا اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا۔ چاہئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اُس کی طرف سے ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اُٹھاوے۔ المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود۔ مشتہرہ 20/ فروری 1907ء"۔ (قادیان کے آریہ اور ہم۔ روحانی خزائن جلد 20۔ صفحہ 418)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اشتہار کے چند دنوں بعد ہی 9/ مارچ 1907ء کو الیگزینڈر ڈوئی صبح کے قریباً 8 بجے فوت ہو گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباہلے کے تحت اس کا انجام نہایت ہی عبرتناک ہوا۔ اس طرح ڈوئی کی عبرتناک ہلاکت نے اسلام کی سچائی پر مہر لگا دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی ہلاکت کو اپنی صداقت اور اسلام کی سچائی کا ایک بہت بڑا نشان اور فتح عظیم قرار دیا۔ چنانچہ ڈوئی کی وفات کے تھوڑے ہی دنوں بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار تحریر فرمایا جس میں ڈوئی کے ساتھ خط و کتابت اور مباہلے کی تفصیل کا بھی ذکر فرمایا۔

اس کی وفات پر 10/ مارچ 1907ء کو ایک اخبار شکاگو ٹریبیون (ChicagoTribune) نے لکھا کہ ڈوئی کل سات بجکر 40 منٹ پر شیلوہاؤس میں مرگیا۔ خاندان کا کوئی فرد بھی موجود نہ تھا...... یہ خود ساختہ پیغمبر بغیر کسی اعزاز کے اور بالکل کسمپرسی میں مرگیا ...... وہ آدمی جس نے دوسروں کو شفا دینے کا پیشہ اختیار کیا وہ خود کو شفا نہ دے سکا۔ والوا اس شخص کے گھر تک نہ گیا جس نے اس کو یہ رتبہ دیا تھا۔...... والوا ڈوئی کے جنازے کی عبادت میں بھی شامل نہ ہوا۔

اخبار 'بوسٹن ہیرلڈ' نے 23/ جون 1907ء کو ایک پورا صفحہ ڈوئی کی پیشگوئی کی تفاصیل پر شائع کیا جس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کا ایک بڑا عکس بھی شائع کیا اور مندرجہ ذیل عنوان کے تحت مضمون کو شروع کیا:

"GREAT IS MIRZA GHULAM AHMAD
THE MESSIAH FORETOLD
PATHETIC END OF DOWIE"

یعنی عظیم ہے مرزا غلام احمد۔ وہ مسیح جنہوں نے ڈوئی کے بدانجام کی پیشگوئی کی تھی۔

"Great is Mirza Ghulam Ahmad" کہلوا کر انگریزی زبان میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا وہ الہامی نعرہ پورا کروا دیا کہ: "مرزا غلام احمد کی جے"۔

(تذکرہ صفحہ 613 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

امریکہ میں اس کے علاوہ بھی بہت سارے اخباروں نے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈوئی کے بارہ میں اپنا اشتہار بھیجا تھا یہ اعلان شائع کیا اور وہ سب غلبے کی پیشگوئی کے گواہ بن گئے۔ اور آپ کا یہ فرمان کہ غلبہ سے مراد ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے' اس طرح خدا تعالیٰ نے قوی نشانوں کے ساتھ اس سچائی کو ظاہر کر دیا۔

امریکہ کے اخباروں کی خبروں کی وجہ سے نہ صرف ایشیا بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی یہ نشان سب نے پورا ہوتا دیکھا۔ اور جیسا کہ اخبار کی سُرخی سے ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی سچائی ظاہر کر دی۔ غرض کہ چاہے وہ ہندوستان ہے یا مشرقی ممالک ہیں یا مغرب ہے ہر ایک نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلبہ دیکھا ہے اور آپ کی سچائی اللہ تعالیٰ نے روشن کر کے دکھا دی ہے اور پھر صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی نہیں بلکہ آپ کے بعد آپ کے خلفاء بلکہ غلاموں کے ذریعہ بھی آپؑ کی سچائی ظاہر فرما دی۔

گھانا مغربی افریقہ میں جب ہمارے مبلغ حضرت مولانا نذیر احمد مبشر صاحب گئے تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا پیغام دیا اور مسلمانوں کو بھی وہاں دعوت دی تو علماء نے شور مچا دیا اور یہ کہا کہ مسیح کی آمد کے ساتھ تو زلزلوں کی پیشگوئیاں ہیں۔ ہم نے گھانا میں زلزلے کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ چنانچہ حضرت مولانا نذیر مبشر صاحب نے اللہ تعالیٰ سے اس نشان کی دعا مانگی اور گھانا ایسا ملک ہے جہاں زلزلے نہیں آتے لیکن اس دعا کے نتیجے میں وہاں زلزلہ آیا اور پورے ملک میں ایک شور پڑ گیا کہ احمدی حق پر ہیں اور ان کے مسیح کی آمد کے بارہ میں جو دعویٰ کر رہے ہیں وہ سچا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے نتیجہ میں بیعتیں بھی ہوئیں۔ لیکن جن کی قسمت میں ہی قبول حق نہ ہو وہ پھر اور بہانے بھی تراشتے ہیں۔ لیکن بہرحال جماعت کا وہاں ایک رعب قائم ہو گیا۔ (ماخوذ از روح پرور یادیں صفحہ 78-79)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آپ کی سچائی کے اور غلبے کے بے شمار واقعات ہیں جن میں ہر قدم پر ہم اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اللہ تعالیٰ کے غلبے کا نشان پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ پھر آپ کے بعد خلافت احمدیہ کے ذریعہ سے بھی ہر قدم پر اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا فرمایا اور بے شمار نشانات دکھائے۔ 1977ء میں ہم نے نشان دیکھا۔ 1987ء میں ہم نے نشان دیکھا۔ اس کے علاوہ نشانات دیکھے۔ احمدیت کی تاریخ ان نشانات سے بھری پڑی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت احمدیہ کا قیام بذات خود ایک نشان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی ظاہر کرتا ہے۔ 27 مئی کو ہم نے جو یوم خلافت منایا وہ اپنوں کے لئے تو ایمان میں ترقی کا باعث تھا ہی، غیروں کے لئے بھی ایک نشان بنا۔ مختلف جگہوں سے اس کے تبصرے آئے۔ اللہ تعالیٰ جو گزشتہ ایک سو سال سے خلافت احمدیہ کو قائم رکھے ہوئے ہے اور نہ صرف قائم رکھے ہوئے ہے بلکہ استحکام بخش رہا ہے اور ہر مشکل اور آڑے وقت میں خلافت احمدیہ کی حفاظت فرماتا ہے۔

یہ بھی در اصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غلبہ کے پورا ہونے کا ایک اظہار ہے۔ یہ بات ایک عقلمند اور سعید فطرت کے لئے کافی ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کا اعلان فرمایا۔ اس میں جہاں اپنوں کی تسلی ہے اور ایمان میں مضبوطی کا باعث ہے وہاں غیروں کے لئے، ان لوگوں کے لئے جو نیک فطرت ہیں، جو عقل و شعور رکھتے ہیں یہ اعلان فکر کی دعوت دیتا ہے کہ سوچیں کہ کہیں اُس خدا کے مسیح و مہدی کے دامن سے علیحدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث تو نہیں بن رہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے غلبہ اور تائید و نصرت کا وعدہ صرف آپ کی ذات تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ آپ نے اپنے بعد بھی اپنے ماننے والوں اور ماننے والے اُس گروہ کو تسلی دلائی ہے جو خلافت سے چمٹا رہے گا کہ یہ وعدہ تمہاری نسبت ہی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دُوں گا"۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

پس یہ غلبہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مقدر کر رکھا ہے اور آپ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرتیں اس غلبے کے سامان پیدا فرما رہی ہیں۔ کل کے واقعات میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح خوابوں کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کروا کر اور دل میں تحریک پیدا کر کے خدا تعالیٰ سعید فطرت لوگوں کو جماعت میں شامل فرما رہا ہے۔ کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں اپنے اس عاشق صادق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ اس کی بیعت میں شامل ہو جاؤ۔ کہیں خدا تعالیٰ خود راہنمائی فرما رہا ہے کہ میرا یہ مسیح سچا ہے اور میری تائیدات اور نصرتیں اس کے ساتھ ہیں اور اس زمانہ میں اسلام کا یہی جری اللہ ہے اور جری پہلوان ہے۔

یہاں مَیں ایک بات یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک پڑھے لکھے عالم سے کسی نے پوچھا کہ خلافت اب دائمی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں۔ خلافت کے بارہ میں حدیث جس میں عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّة آتا ہے سنائی اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج نبوت کی خبر دی تو اس کے بعد حدیث کے الفاظ ہیں ثُمَّ سَكَتَ۔ یعنی پھر آپ

خاموش ہو گئے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 285 مسند نعمان بن بشیر حدیث 18596 عالم الکتب بیروت 1998ء)

اور اس سے واضح نہیں ہوتا۔ ہمارے اس عالم دوست نے پتہ نہیں ان الفاظ میں کہا یا پوری طرح کلیئر نہ کرنے کی کیا حکمت تھی۔ ثُمَّ سَکَتَ کے الفاظ کے بعد انہوں نے وضاحت نہیں کی۔ تو جو بات مجھ تک پہنچی ہے اس سے سننے والے نے یہ تأثر بہر حال لیا کہ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خلافت دائمی نہیں ہے۔ اگر کوئی اپنے ذوق کے مطابق کسی حدیث کی کوئی تشریح کرتا ہے یا سمجھتا ہے تو سمجھتا رہے۔ لیکن کسی احمدی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جماعت میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اس تشریح اور وضاحت سے دور ہٹ جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔

آپ نے تو واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ دوسری قدرت دائمی ہے اور اس چیز کو اپنے غلبہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بتایا ہے۔ پس اگر کسی کے دل میں ہلکا سا بھی اس بارہ میں کوئی شائبہ ہے تو وہ اُسے دُور کر لے ورنہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔

اللہ تعالیٰ کا تو یہ وعدہ ہے کہ غلبہ عطا فرمائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی بھی کچھ ذمہ داری لگائی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ:

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے"۔

پھر آپ فرماتے ہیں: "اے سننے والو سنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں"۔ (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس خدا تعالیٰ کا ہونا اس غلبے کے نشان کا ہمیں اہل بنائے گا اور اسکا اہل کس طرح بنا جائے گا؟ شرک سے کس طرح حقیقت میں بچا جا سکتا ہے؟ یہ اُس صورت میں ہوگا جب ہم اللہ تعالیٰ کو تمام طاقتوں کا سر چشمہ سمجھتے ہوئے اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ مَیں نے خطبہ میں بھی اور اپنی پہلی تقریر میں بھی اس طرف توجہ دلائی تھی۔ عبادات ہی ہیں جو ہمیں تقویٰ پر چلاتے ہوئے کامیابیاں عطا کریں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب فرمایا کہ دوسری قدرت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے جو دائمی ہوگی تا کہ غلبہ کے دن تم پر طلوع ہوتے چلے جائیں، ایک کے بعد دوسرا دن چڑھتا چلا جائے۔ تو غلبہ دیکھنے والوں کے بارہ میں بھی بتا دیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرنے والے اور ہر قسم کے شرک سے پاک لوگ ہوں گے جو یہ غلبہ دیکھیں گے۔ آپ کا یہ ارشاد اور آپ کا یہ اعلان جو ہے یہ اس بات کی وضاحت ہے کہ بھی اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں جو خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اس میں یہ وعدہ فرماتے ہوئے کہ یہ انعام پانے والے لوگ ہوں گے، فرمایا کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا (سورۃ النور:56)۔ اس پر عمل کرنے والے ہوں گے تو پھر ہی وہ یہ غلبہ دیکھیں گے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کے شرک سے ہم ہمیشہ اس وقت پاک رہیں گے جب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانیں ہمیشہ تر رکھیں گے۔ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کو سب طاقتوں کا سرچشمہ تب یقین کرنے والے ہوں گے جب اس یقین پر قائم ہوں گے کہ خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے۔ کل مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں نیک نیتی سے دعا کرنے والوں کے کچھ واقعات بیان کئے تھے جنہوں نے استخارہ کیا کہ کس طرح ان نیک نیتی سے کی گئی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور ان نیک فطرت لوگوں کی راہنمائی فرمائی۔ پس وہ لوگ جو ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے لیکن نیک نیتی سے خدا تعالیٰ سے راہنمائی چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے بھی بولتا ہے۔ اور جو بیعت میں شامل ہو گئے ہیں ان کو تو اس بات پر کامل یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بولتا ہے اور پھر اس یقین کی وجہ سے ایسا تعلق خدا تعالیٰ سے ہونا چاہئے جس کی کوئی مثال بھی کسی اور تعلق میں نہ ملتی ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے سے مضبوط تعلق قائم کرنے کا ہمیں طریق اور ذریعہ بھی بتا دیا کہ یہ ذریعہ استعمال کرو تو میرے سے تعلق بھی مضبوط ہوتا چلا جائے گا اور دعاؤں کی قبولیت کے نشان بھی ظاہر ہوں گے اور وہ ذریعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ کیونکہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور کامل اطاعت کے بغیر خدا تعالیٰ سے تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درُود شریف کا پڑھنا ضروری ہو گیا تا کہ اُس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے۔ .... درُود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدّنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔

اول: اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ۔ (آل عمران:32)

دوئم: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57)

تیسرا: موہبت الٰہی۔"

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 38 جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

پس یہ درُود ہے جو ایک بندہ اپنے ایمان کی مضبوطی اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی استقامت کے سامان پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ وہ دعا جس میں خدا تعالیٰ کی حمد اور مجھ پر درود نہ ہو وہ دعا قبول نہیں ہوتی۔

(سنن ترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ حدیث 486۔ المعجم الکبیر جلد 9 صفحہ 155-156 حدیث 8780 دار احیاء التراث العربی 2002ء)

گویا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد صرف خدا تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ بیچ میں نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (آل عمران:32)۔

اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ہر ایک شخص کو خود بخود خدا سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس کے واسطے، واسطہ کی ضرورت ہے اور وہ واسطہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس واسطے جو آپ کو چھوڑتا ہے وہ کبھی بامراد نہ ہوگا۔ انسان تو دراصل بندہ یعنی غلام ہے۔ غلام کا کام یہ ہوتا ہے کہ مالک جو حکم کرے اسے قبول کرے۔ اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اُس کے غلام ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِھِمْ (الزمر:54) (یعنی تو کہہ دے کہ میرے بندو جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کر کے گناہ کیا ہے۔ آگے پھر معافی کا ذکر ہے۔) اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہی ہیں نہ کہ مخلوق۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ آپ پر درُود پڑھو۔ اور آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو۔ سب حکموں پر کاربند رہو۔ جیسے کہ حکم ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) یعنی اگر تم خدا تعالیٰ سے پیار کرنا چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے فرمانبردار بن جاؤ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں فنا ہو جاؤ تب خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے گا"۔

(ملفوظات۔ جلد نمبر 3۔ صفحہ 233-234۔ جدید ایڈیشن)

پس ایک تو اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ضروری ہے۔ اور آپ سے محبت کا سب سے بہترین ذریعہ آپ پر درُود بھیجنا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے پھر اس کی خود ہی وضاحت بھی فرما دی کہ کیا بہترین ذریعہ ہے۔ فرمایا: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57) یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! تم نبی پر درُود بھیجتے رہو۔ اُن کے لئے دعائیں کرتے رہو۔ اور ان کے لئے سلامتی مانگتے رہو۔ اس لئے تا کہ تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمتیں نازل فرما رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل کو تبھی جذب کر سکو گے جب اس ذات سے پیار کرو اور اس پر درود بھیجو جس پر خود خدا تعالیٰ ہر آن رحمتیں اور فضل نازل فرما رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درُود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درُود و سلام بھیجو نبی پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف، تحدید سے بیرون تھی"۔ (کسی قسم کی حد نہیں لگ سکتی تھی۔)

(اخبار الحکم جلد نمبر 7 نمبر 25 صفحہ 6 پرچہ 10 جولائی 1903ء۔ صفحہ 2 کالم 2)

پس اپنے جس پیارے کی تعریف کو خدا تعالیٰ نے محدود نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ اس عظیم نبی پر ہر آن مسلسل رحمتیں نازل فرما رہا ہے اور فرشتوں کو بھی حکم ہے کہ اُس پر درُود بھیجیں تو پھر ایک انسان کے لئے تو خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا کوئی اور طریق ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص غلامی میں آئے۔ اور آپ پر درود بھیجتا رہے تا کہ خدا تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہو۔ نیک اعمال بھی سرزد ہوں اور دعاؤں کی قبولیت بھی ہو۔

پس ہر احمدی کو درود شریف کی اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ یہی ہماری ترقی کا ذریعہ ہے۔ پہلی صدی جب ختم ہوئی تو اس کے بہترین انجام کے لئے ہم نے دعاؤں کے ساتھ درود شریف پر بہت زور دیا تا کہ برکتوں کو سمیٹتے ہوئے خلافت احمدیہ کی پہلی صدی کو ہم مکمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے طفیل ہم حاصل کر سکیں۔ تو یہ کام اب ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ پہلی صدی کا اختتام اور نئی صدی میں داخل ہونا ہماری ذمہ داریاں مزید بڑھا گیا ہے۔ دعائیں اور درُود ہمیں پہلے سے بڑھ کر کرنے کی ضرورت ہے۔ نئے ہدف اور ٹارگٹ ہمارے سامنے آ گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے درد دل سے دعا کرنا اور ہر شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا کام نئے جذبے اور جوش سے کرنا ہمارے سپرد کیا گیا

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ہے۔ ہر احمدی نے اس کے لئے 27 ؍مئی کو ایک عہد بھی کیا تھا جو مَیں نے عہد لیا تھا اور ایم۔ ٹی۔ اے کی وساطت سے دنیا میں ہر جگہ یہ لیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے دُرود بکثرت پڑھو تو اس کے لئے ایک خاص کوشش کی ضرورت ہے۔ دنیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے نا آشنا ہے اُس دنیا کو اِس مقام کی نہ صرف پہچان کروانی ہے بلکہ آپؐ کے انسانیت پر حسن و احسان کی حقیقت کو جاننے والا بنا کر آپؐ پر درود بھیجنے والا بنانا ہے۔ آپ کا درجہ اور مرتبہ تو ہر آن ترقی پذیر ہے۔ اللہ اور اس کے فرشتے آپ پر درود بھیج رہے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آکر جب اللہ تعالیٰ کے بندوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا، اُن لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا جو ہر آن آپ پر درود بھیج رہے ہوں گے تو یہ دنیا بھی ان رحمتوں اور فضلوں کی وارث بن جائے گی جو ہر آن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو رہے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پھر اپنی برکات واپس لے کر آتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ اس دُرود کی برکت سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا، فرشتے ساری رات نور کی مشکیں لے کر آتے رہے۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 598 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پس درود کا جو آخری فیض ہے وہ بھی ہمیں ہی پہنچنا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں کیا ہیں؟ زیادہ سے زیادہ عباد الرحمٰن پیدا کرنا۔ آپؐ کی کامیابی آپؐ کے لائے ہوئے دین کی عظمت دنیا پر قائم کرنا ہے۔ جب ہم آپؐ کے مرتبے اور درجے کی ترقی کی دعا کرتے ہیں تو اس کے نتیجے میں اصل میں ہم اپنے مرتبے اور درجے کی ترقی کے لئے دعا کر رہے ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اس کے انعاموں کے وارث بن رہے ہوتے ہیں۔

جب ہم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتے ہیں تو ہر قسم کی بھلائی اور نیکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاہ رہے ہوتے ہیں اور یہ نیکی اور بھلائی اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق نہیں چاہ رہے ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کو عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ ہماری عقل اور سوچ تو محدود ہے۔ تُو خود ہی نیکی اور بھلائی اپنے رسول کے لئے چاہ۔ اور جب اللہ تعالیٰ یہ دعا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچاتا ہے، جب یہ دعا بندوں کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتی ہے تو آپؐ یقیناً اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اس دعا کی بہترین جزا ان بندوں کو دے یا اس بندہ کو دے جس نے یہ دعا کی ہے۔ پس اس دُرود سے اللہ تعالیٰ کا فیض اس بندے کو پہنچنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر جب اَللّٰھُمَّ بَارِک کہہ کر ایک بندہ دل کی گہرائی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو یہ دعا ہوتی ہے کہ اے اللہ! تُو نے جو رحمتیں اور فضل اور بھلائیاں اتاری ہیں ان کو نہ صرف اب جاری رکھ بلکہ بڑھاتا چلا جا۔ اور بڑھانے کی نسبت یا حد ہم نہیں بتا سکتے۔ تُو جو دِیا لُو ہے، تُو جو لامحدود خزانوں کا مالک ہے، تُو خود ہی جس طرح چاہے ان کو بڑھا۔ اور پھر نیک نیتی سے بھیجا ہوا جو دُرود ہے یہ بندہ پر واپس آکر اُس کے خزانے میں نیکیوں میں، بھلائیوں میں اور فضلوں اور رحمتوں میں اضافے کا باعث بن رہا ہوتا ہے۔ گویا ایک ایسا بینک بیلنس (Bank Balance) انسان قائم کر رہا ہوتا ہے جس میں کسی کمی کا سوال نہیں بلکہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور یہ بڑھتا چلے جانے والا خزانہ ہے سوائے اس کے کہ کوئی بدبخت انسان خود اپنی شامت اعمال کی وجہ سے اسے ضائع کر دے۔ پس اس سے بچنے کے لئے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے پھر ذکر الٰہی، استغفار اور مسلسل درود ہی ایک ذریعہ ہے جس سے انسان بچ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کی بڑی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اور صَلِّ اور بَارِکْ کی تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے کہ ''صَلِّ بطور بیج کے ہے اور بَارِکْ اس سے بڑھ کر ترقی ہے''۔

(خطبات محمود جلد 7 خطبہ فرمودہ 1961ء صفحہ 78 مطبوعہ ربوہ)

(جب بیج پڑ جاتا ہے تو اس کی ترقی کے لئے یہ دعا ہے) اور جب جماعت، من حیث الجماعت اس دُرود کی طرف توجہ دے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمّت کے لئے کی گئی دعاؤں سے فیض پاتی رہے گی۔ جماعت کی دعاؤں میں ہمیشہ برکت پڑتی رہے گی۔ اس درود کی برکت سے خدا تعالیٰ ہماری کوششوں کو غیر معمولی طور پر نوازتا رہے گا اور پھر یہ برکت بڑھتی چلی جائے گی۔

پس ہمارا کام جہاں دعاؤں کی قبولیت کے لئے درود شریف پڑھنے کی طرف توجہ دینا ہے وہاں دعاؤں کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہوئے اسلام کے پیغام کو بھی پہلے سے بڑھ کر دنیا میں پھیلانا ہے۔ یہ زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کا زمانہ ہے اس میں خدا تعالیٰ کی تقدیر نے پہلے ہی غلبے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ اگر ہم اس اہمیت کو سمجھتے ہوئے خالص دعاؤں اور درود کے ساتھ اس پیغام کو پہنچانے کی کوشش کریں گے تو اپنی زندگیوں میں پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے نظارے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

جب ہم درود شریف میں کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اور کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ کہتے ہیں تو ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہروں اور ویرانوں میں اپنی اولاد کو خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام اور پیغام پہنچانے کے لئے چھوڑا تھا۔ اس لئے جو کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نے کئے اس سے بڑھ کر ہم نے کرنے ہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دائرہ محدود تھا اور جتنا بھی دائرہ تھا اس میں انہوں نے کمال حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ان کو پتہ تھا کہ میرا دائرہ محدود ہے اور پھر انہوں نے وہ دعا کی، ایک ایسی دعا کی جو حضرت ابراہیمؑ کی دعا کی انتہا تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی کہ: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (البقرۃ:130) یعنی اے ہمارے ربّ ہماری یہ بھی التجا ہے کہ تو انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ یقیناً تُو ہی غالب اور حکمتوں والا ہے۔

پس یہ وہ دعا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل میں سے ایک عظیم رسول کے مبعوث ہونے کے لئے کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور وہ عظیم رسول مبعوث فرما دیا جو کسی قوم کے لئے نہیں تھا، کسی علاقے کے لئے نہیں تھا۔ کوئی محدود شریعت لے کر نہیں آیا تھا بلکہ تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوا تھا اور کامل شریعت لے کر آیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ سے اعلان کروایا کہ: قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف: 159) کہہ دے کہ اے لوگو! مَیں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ بھی وسیع ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس رسول کی باتوں پر ایمان لانے سے ہی ہدایت وابستہ کر دی ہے۔ اور اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدۃ:4) یعنی آج کے دن مَیں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ہے۔ اور تم پر مَیں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ اور اسلام کو مَیں نے تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔ پس آج اس کامل اور مکمل دین کے ساتھ دنیا کی بقا وابستہ ہے۔ آج خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول اس نبی کے ساتھ جُڑنے اور اس کی شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔ آج دعا کی قبولیت کا واسطہ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس یہ پیغام لے کر ہم نے دنیا میں جانا ہے اور دنیا کی بقا کے سامان پیدا کرنے ہیں۔

پس اس غلبہ کے دن دیکھنے کے لئے اور تمام دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھنے کے لئے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا۔ اور وہ ذمہ داری یہی ہے کہ اس نئی صدی میں ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اسلام کے خوبصورت اور حسین پیغام کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچا دیں۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ زمانے کے امام کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جماعت کی ترقی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدے ہمیں تسلی دے رہے ہیں۔

پس آج ہر احمدی چاہے وہ عرب میں بسنے والا ہے، افریقہ میں بسنے والا ہے، جزائر میں بسنے والا ہے، ایشیا میں بسنے والا ہے، یورپ میں بسنے والا ہے یا امریکہ میں بسنے والا ہے یہ عہد کرے اور اس عہد کو اپنے سامنے رکھے کہ ہم نے درود شریف پڑھتے ہوئے جو فضل اور برکات مانگے ہیں اُس سے دنیا کو بھی آشنا کروانا ہے۔

پس آج آپ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو ہر گھر تک پہنچانے کا کام سرانجام دینا ہے۔ اصل میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ کام جیسا کہ بہت سارے الہامات سے واضح ہے اپنے سپرد لیا ہوا ہے۔ ہمیں تو ان افضال اور برکات سے اللہ تعالیٰ فیضیاب کرنا چاہتا ہے جو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے دینے ہیں۔ پس ان برکات اور فیوض کو سمیٹنے کے لئے اپنی کمریں کس لیں۔ آج آپ ہیں جن کے ذمّہ دنیا کے تزکیہ کا کام کیا گیا ہے۔ یہ آپ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا تک پھیلانا ہے۔ یہ آپ ہیں جنہوں نے حکمت کے موتی دنیا کو دینے ہیں۔ یہ آپ ہیں جن کو مسیح محمدی کے غلاموں میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ نے توحید کا جھنڈا تمام دنیا میں گاڑنے کا کام سپرد کیا ہے۔ آج اسلام کی کھوئی ہوئی میراث کے وارث ہم بنائے گئے ہیں۔ اگر ہم نے یہ حق ادا نہ کئے تو یاد رکھیں مسیح موعود کی تائید میں تو خدا تعالیٰ نشان دکھاتا رہے گا۔ جماعت کے قدم ترقی کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے۔ قومیں آتی رہیں گی اور نسلیں پیدا ہوتی رہیں گی جو یہ حق ادا کرنے والی ہوں گی۔ لیکن ہم حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے کہیں ان برکات اور فیوض سے محروم نہ رہ جائیں۔ پس اٹھیں اور اپنے فرض کو پہچانیں۔ اپنی عبادتوں کی طرف بھی توجہ دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہی ذریعہ ہے جو ہمیں اسلام اور احمدیت کی کامیابی دکھانے کا باعث بنے گا۔ یہی ذریعہ ہے جو ہماری دعوت الی اللہ میں برکت ڈالے گا۔ اور یہی ذریعہ ہے جو دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرے گا۔ انشاء اللہ۔ یہی ذریعہ ہے جس سے ہم دنیا کو امن و سلامتی اور محبت کا گہوارہ بنا سکیں گے۔ یہی ذریعہ ہے جس سے آپ خلافت احمدیہ سے چمٹے رہیں گے اور اس انعام سے فیض پاتے چلے جائیں گے۔

پس نئی صدی کو بھی اُسی طرح دعاؤں اور درود سے سجاتے چلے جائیں جس طرح گزشتہ صدی میں ہمارے بڑوں نے اور ہم نے دعائیں کرنے کی کوشش کی۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھیں۔ وہ خدا جو ہمارا زندہ خدا ہے، جو جھوٹے وعدوں والا نہیں، جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا ہے کہ مخالفین کی تمام کوششوں کو ناکام و نامراد کر دے گا، وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں غلبہ کے نظارے دکھائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ غلبہ کے نظارے اب صدیوں کی نہیں بلکہ دہائیوں کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادتوں اور شکرگزاری کے ساتھ یہ نظارے دیکھنے کا اہل بنائے اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اس موقع پر حضور انور کی خدمت میں جلسہ کی حاضری کی رپورٹ پیش کی گئی تو حضور ایدہ اللہ نے فرمایا):

اس رپورٹ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کی حاضری 40655 ہے اور اس میں 85 ممالک کی نمائندگی ہوئی ہے۔ جوبلی کا جلسہ تھا اس لئے بہر حال زیادہ ہے۔ گزشتہ سال پچیس ہزار تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے، ہر احمدی کو توفیق عطا فرمائے کہ اپنی تبلیغ کے میدان میں اتنے تیز ہو جائیں کہ یہ حاضری جو ہے یہ صرف کسی خاص موقع کی نہ ہو بلکہ عام حاضری اتنی ہونے لگ جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ اب دعا کر لیں۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

بقیہ: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورۂ یورپ ......از صفحہ 2

اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے بیرونی احاطہ میں تشریف لے گئے اور ایک پودا لگایا۔ بعدازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقعہ پر موجود تمام احباب جماعت کو جن کی تعداد اڑہائی صد سے زائد تھی ازراہ شفقت شرف مصافحہ بخشا اور بچوں کو چاکلیٹ بھی عطا فرمائیں۔

کولون سے روانگی۔ ہمبرگ میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

بعدازاں پروگرام کے مطابق تین بج کر بیس منٹ پر کولون سے ہمبرگ (Hamburg) کے لئے روانگی ہوئی۔ کولون سے ہمبرگ کا فاصلہ 425 کلومیٹر ہے۔

182 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد قریباً پونے پانچ بجے راستہ میں مین ہائی وے پر واقع ایک ریسٹورنٹ Rasthaus Tecklenburger Land کی پارکنگ میں قافلہ کچھ دیر کے لئے رکا۔ یہاں ریفریشمنٹ کا پروگرام تھا۔ پارکنگ ایریا میں ایک ٹورسٹ کوچ بھی کھڑی تھی اور بہت سے نوجوان پارکنگ ایریا میں کھڑے تھے۔ اور ان کی طرف سے سیکورٹی ٹیم اور ڈیوٹی پر موجود خدام کو دیکھ کر کچھ پریشانی کا اظہار کیا تو امیر صاحب جرمنی نے اُن کو بتایا کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم امن پسند مسلمان ہیں۔ پھر احمدیہ جماعت کا تعارف کروایا اور حضور انور کے بارہ میں بتایا کہ وہ 80 ملین مسلمانوں کے نمائندہ ہیں اور جرمنی میں چند مساجد کا افتتاح کریں گے۔ جس پر وہ نہ صرف مطمئن ہوئے بلکہ کہا کہ یہ تو بڑا اچھا موقع ہے کہ ہم نے جماعت احمدیہ کے روحانی لیڈر کو دیکھ لیا ہے۔ بعد میں لڑکیاں ہمارے خدام کے پاس آئیں اور جماعت کے تعارف پر مشتمل پمفلٹس وغیرہ لئے۔

بعدازاں سوا پانچ بجے یہاں سے آگے ہمبرگ کے لئے سفر جاری رہا اور سوا سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہمبرگ میں جماعت کے مرکزی سینٹر ''بیت الرشید'' میں ورود مسعود ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی جونہی بیت الرشید پہنچی تو ہمبرگ کی 14 جماعتوں کے علاوہ اردگرد کے ریجن کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت مردوزن کی ایک بڑی تعداد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا اور اپنے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمبرگ مشن ہاؤس میں آمد پر استقبال کا ایک منظر

پیارے آقا کو خوش آمدید کہتے ہوئے نعرے بلند کئے۔ ہر طرف سے اهلاً وسهلاً ومرحبا کی آوازیں آرہی تھیں۔ بچیاں خیر مقدمی دعائیہ گیت پیش کررہی تھیں۔ خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہورہی تھیں۔ جب حضور انور گاڑی سے اترے تو لوکل امیر جماعت ہمبرگ چودھری ظہور احمد صاحب اور مبلغ سلسلہ ہمبرگ لئیق احمد منیر صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنے عشاق کے درمیان سے گزرتے ہوئے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

ہمبرگ میں جماعت کا یہ سینٹر ''بیت الرشید'' شہر کے Schnelsen علاقہ میں واقع ہے۔ یہ عمارت 10 جون 1994ء کو خریدی گئی تھی۔ اس عمارت میں ایک بڑا ہال ہے جس میں سات صد کے قریب لوگ نماز ادا کرسکتے ہیں۔ اس بڑے ہال کے علاوہ دو مزید ہال ہیں جن کو اس وقت مسجد کی شکل دی گئی ہے اور بطور مسجد استعمال کیا جارہا ہے۔ ایک ہال مردوں کے لئے ہے اور دوسرا خواتین کے لئے ہے۔ ان دونوں ہالوں میں ساڑھے چار صد سے زائد افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس عمارت میں لوکل امارت جماعت ہمبرگ کے دفاتر ہیں اور دوسری منزل پر ایک گیسٹ ہاؤس بھی ہے۔ بیت الرشید کا کُل رقبہ 2783 مربع میٹر ہے۔ مسقّف حصہ کا رقبہ 959 مربع میٹر ہے۔ مساجد والے دو ہالوں کے اوپر دوسری منزل کے طور پر مزید دو ہال تعمیر کئے گئے ہیں۔ ایک میں لائبریری بنائی گئی ہے اور دوسرا مختلف پروگراموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

نو بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور جماعتی سینٹر کے مختلف حصّوں کا وزٹ کیا اور انتظامات کا جائزہ لیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت جماعتی کچن میں بھی تشریف لے گئے اور جو کھانا پکایا جارہا تھا اس کا جائزہ لیا۔ حضور انور نے منتظمین سے اظہار خوشنودی فرمایا اور فرمایا کہ آج جو آلو گوشت پکا تھا بہت اچھا بنا تھا۔

وِزٹ کے دوران امیر صاحب جرمنی نے عرض کی کہ ہم یہاں بھی مینار بنا کر اس عمارت کو باقاعدہ مسجد کی شکل دینا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے حکومت کے محکموں سے باقاعدہ اجازت حاصل کریں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس عمارت کے درمیان میں ایک بڑا دروازہ بنا ہوا ہے (لیکن اس وقت اُسے دیوار بنا کر بند کیا گیا ہے) اس کو باقاعدہ محرابی شکل دیں اور اسی طرح جو مینار بنائیں وہ بلڈنگ کی دیوار کے ساتھ متصل ہوں۔ اس طرح نصف گولائی میں آپ کے مینار بن جائیں گے اور اوپر سے مینار اپنی مکمل شکل میں عمارت سے بلند ہو۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مشن میں قائم ''بک شاپ'' میں تشریف لے گئے اور یہاں موجود کتابوں کا جائزہ لیا اور بعض جرمن کتب کے بارہ میں امیر صاحب جرمنی سے دریافت فرمایا۔ حضور انور نے کتب کی فروخت کا بھی جائزہ لیا اور لوکل امیر صاحب سے اس بارہ میں دریافت فرمایا۔

مکرم چودھری ظہور احمد صاحب لوکل امیر جماعت ہمبرگ ریجن نے بتایا کہ ہمارا جرمن ترجمہ قرآن یہاں جرمنی بھر میں سب سے زیادہ مقبول ہے اور پسند کیا جاتا ہے اور بہت اعلیٰ معیار کا سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ غیر احمدی احباب، شیعہ کمیونٹی بڑی تعداد میں ہم سے یہ قرآن کریم لے جاتے ہیں اور اس کے ابتدائی صفحات جہاں جماعت کا تعارف ہے اور دیباچہ وغیرہ ہے، ان کو پھاڑ دیتے ہیں اور پھر اسے فروخت کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بکشاپ میں لگا ہوا سیکورٹی سسٹم بھی دیکھا جو مختلف اطراف میں لگے ہوئے کیمروں کے ذریعہ ساری بلڈنگ کو Cover کرتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اس کی سکرین بہت چھوٹی ہے، تصویر واضح طور پر نظر نہیں آتی، بڑی سکرین ہونی چاہئے۔

بعدازاں دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑے ہال میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں ایک ہزار سے زائد احباب جماعت مردو خواتین نے نمازیں ادا کرنے کی سعادت پائی۔ بڑا ہال بھی بھرا ہوا تھا۔ خواتین کے ہال بھی بھرے ہوئے تھے اور مسجد کے بیرونی احاطہ میں بھی نمازیوں کے لئے صفیں بچھائی گئی تھیں۔ بعض فیملیز تو شہر کے بیرونی حصوں سے چالیس سے پچاس منٹ کی مسافت طے کرنے کے بعد نماز کے لئے پہنچی تھیں۔ پھر اتنی ہی مسافت طے کرکے رات ساڑھے گیارہ، پونے بارہ بجے اپنے گھروں کو واپس پہنچیں۔

ہمبرگ شہر کو جماعت احمدیہ جرمنی کی تاریخ میں ایک خصوصیت حاصل ہے۔ یہی وہ شہر ہے جہاں 11 جون 1948ء کو احمدی احباب نے سب سے پہلی نماز جمعہ ادا کی۔ مرکز کی ہدایت پر مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ سوئٹزرلینڈ 10 جون 1948ء کو زیورک سے ہمبرگ پہنچے۔ اُس وقت تک ہمبرگ میں پانچ مقامی افراد احمدیت قبول کرچکے تھے۔ اگلے روز جمعہ کا دن تھا۔ آپ نے ان احمدی احباب کو ایک جگہ اکٹھا کرکے نماز جمعہ پڑھائی۔ یہ پہلی نماز جمعہ تھی جو جرمنی کے احمدیوں نے ادا کی۔ آپ نے دس روز ہمبرگ میں قیام کیا۔

پھر کرائے پر ایک کمرہ لے کر جماعت احمدیہ جرمنی کے پہلے مشن ہاؤس کا قیام بھی ہمبرگ میں ہوا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 30 دسمبر 1948ء کو مکرم چودھری عبداللطیف صاحب مبلغ ہالینڈ کو ارشاد فرمایا کہ فوری طور پر ہمبرگ پہنچیں۔ چنانچہ آپ ویزا کے حصول کے بعد 20 جنوری 1949ء کو ہالینڈ سے ہمبرگ پہنچے اور کرایہ پر ایک کمرہ لے کر احمدیہ مشن کا آغاز کیا۔

پھر جرمنی کی سرزمین پر جماعت احمدیہ کا پہلا ریڈیو پروگرام بھی ہمبرگ سے ہی نشر ہوا۔ شیخ ناصر احمد صاحب زیورک سے چند دنوں کے لئے دوبارہ جرمنی آئے تو 16 فروری 1949ء کو شیخ ناصر احمد صاحب اور چودھری عبداللطیف صاحب مبلغین سلسلہ کی اسلام کے بارہ میں گفتگو ریکارڈ کی گئی اور پھر نارتھ ویسٹ جرمن براڈ کاسٹنگ سسٹم سے 24 فروری 1949ء کو دو مرتبہ نشر کی۔

پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمبرگ ہی وہ شہر ہے جہاں جرمنی کی سرزمین پر جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ''مسجد فضل عمر'' تعمیر ہوئی۔ یہ مسجد 1951ء میں ہمبرگ شہر کے علاقہ Stellingen میں تعمیر ہوئی۔ اس کے ساتھ مشن ہاؤس اور دفاتر بھی ہیں۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمبرگ میں جماعت کا یہ نیا مرکز ''بیت الرشید'' پہلے مرکز سے اپنی وسعت میں کئی گنا بڑا ہے اور وسیع رقبہ پر مشتمل ہے۔ اور جماعت احمدیہ ہمبرگ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔

13/جون بروز سوموار 2011ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح تین بج کر پچاس منٹ پر ''بیت الرشید'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ہمبرگ شہر کے چودہ حلقوں سے ایک بڑی تعداد میں آنے والے احباب وخواتین نے حضور انور کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی۔ صبح سوا تین بجے سے ہی ''بیت الرشید'' میں احباب کی آمد شروع ہوگئی۔ نماز کے لئے آنے والے مردوخواتین اور بچوں بچیوں کا ایک تانتا بندھا ہوا تھا۔ مسجد اور اردگرد کا ماحول اور سڑکیں اور فٹ پاتھ ان آنے والے نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ جس طرف بھی نگاہ جاتی تھی فیملیاں گروپس کی صورت میں مسجد کی طرف چلی آرہی تھیں۔ ہر کوئی جانتا تھا کہ یہ مبارک ایام اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کے حصول کے دن ہیں اور ہر ایک ان سے فیضیاب ہورہا ہے۔

فیملی ملاقاتیں

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ آج فیملی ملاقاتوں کا پروگرام تھا۔ اس پروگرام کے مطابق صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ہمبرگ کی جماعتوں کے علاوہ Hannover, Keil اور دوسری اردگرد کی جماعتوں کی 49 فیملیز کے 191 افراد نے اور 11 سنگل افراد نے بھی انفرادی طور پر

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ بعض فیملیز 120 کلومیٹر سے زائد کا سفر طے کر کے ملاقات کی سعادت کے حصول کے لئے پہنچی تھیں۔

ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے چھوٹی عمر کے بچوں کو ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائے اور سکول کالج جانے والے بچوں کو قلم عطا فرمائے۔ ہر آنے والا تسکین قلب لئے ہوئے باہر آتا تھا اور جانتا تھا کہ اس کی زندگی میں یہی وہ لمحات ہیں جنہیں وہ خود بھی اور پھر ان کی اولادیں بھی ہمیشہ یاد رکھیں گی کہ ہماری زندگی کی یہ چند انتہائی مبارک ساعتیں تھیں جو ہم نے خلیفہ وقت کے قرب میں گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ان لمحات کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر پونے دو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

لیوبک (Lubeck) میں مسجد بیت العافیت کا افتتاح

آج پروگرام کے مطابق Lubeck شہر میں جماعت احمدیہ لیوبک کی پہلی ''مسجد بیت العافیت'' کے افتتاح کا پروگرام تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چار بج کر دس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور Lubeck کے لئے روانگی ہوئی۔ بیت الرشید ہمبرگ سے لیوبک (Lubeck) کا فاصلہ 76 کلومیٹر ہے۔

قریباً سوا گھنٹہ کے سفر کے بعد پانچ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد بیت العافیت'' لیوبک پہنچے جہاں لیوبک جماعت اور اس کے گردونواح کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب نے بڑی تعداد میں اپنے محبوب آقا کا استقبال کیا۔ احباب جماعت نے نعرے بلند کئے۔ بچیوں کے گروپس اور خواتین نے مل کر ''یا امیر المومنین اھلاً وسھلاً ومرحبا'' کے دعائیہ کلمات کے ساتھ اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا اور وہ یہ کلمات ترنّم کے ساتھ مسلسل دہرا رہی تھیں۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت لیوبک چودھری وسیم الدین صاحب، ریجنل مبلغ سلسلہ لئیق احمد منیر صاحب اور ریجنل امیر چودھری نورالدین صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی بیرونی دیوار پر لگی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

لیوبک شہر جرمنی کے شمال میں واقع ہے۔ اس شہر کی بندرگاہ یورپ کی سب سے بڑی فیری پورٹس (Ferries Ports) میں سے ہے۔ یہ شہر اپنی ایک خاص قسم کی مٹھائی Lubecker Marzipan کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔

یہاں جماعت احمدیہ کا آغاز 1987ء میں ہوا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شہر میں احباب جماعت کی تعداد 145 ہے۔

مسجد کی تعمیر کے لئے قطعہ زمین کے حصول میں لیوبک شہر کے میئر اور انتظامیہ نے بہت تعاون کیا ہے اور انتظامیہ نے خود مختلف تجاویز بھی دیں۔ چنانچہ موجودہ پلاٹ جس کا رقبہ 1934 مربع میٹر ہے، 26 اپریل 2007ء کو خریدا گیا اور جلد ہی انتظامیہ کی طرف سے مسجد بنانے کی منظوری بھی مل گئی۔ یہ پلاٹ ایک لاکھ 58 ہزار یورو میں خریدا گیا اور 12 مارچ 2008ء کو مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔

مسجد کی تعمیر کا رقبہ 373 مربع میٹر ہے۔ مسجد کے دو ہالوں میں 221 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے مینار کی اونچائی گیارہ میٹر ہے اور گنبد کا قطر پانچ میٹر ہے۔ عمارت کا تعمیری کام ایک جرمن کمپنی نے کیا ہے۔ مسجد کا ڈیزائن شعبہ سو مساجد کے تحت بنا اور تعمیر کی نگرانی کے فرائض مکرم عبدالرحمٰن سویدی صاحب کارکن شعبہ سو مساجد نے سرانجام دئے۔ اس مسجد میں رنگ و روغن، پارکنگ ایریا کی تیاری اور دیگر مختلف کام خدام اور انصار نے وقار عمل کے ذریعہ انجام دیئے ہیں۔ اس مسجد سے ملحق ایک رہائشی حصہ بھی ہے اور لوکل جماعت کے دفاتر بھی ہیں۔

پونے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت العافیت'' میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔

بعد ازاں ایک افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ مکرم مبشر احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ جرمن ترجمہ مکرم فرید احمد صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنے تعارفی ایڈریس میں اس شہر اور یہاں کی جماعت کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے بتایا کہ یہ جگہ جہاں مسجد تعمیر ہوئی ہے کسی زمانہ میں دریا کی گزرگاہ رہی ہے جس کی وجہ سے یہ زمین نرم تھی۔ چنانچہ مسجد کی تعمیر کی مضبوطی کے لئے مسجد کے فرش اور دیواروں کے نیچے 16 سے 20 میٹر تک کی گہرائی میں 38 ستون (Piller) تعمیر کئے گئے ہیں۔ اسی طرح جو مینارہ گیارہ میٹر کا تعمیر کیا گیا ہے اس مینارہ کے نیچے زمین کے اندر بیس بیس میٹرز کے چار ستون بھی تعمیر کئے گئے ہیں تاکہ مینارہ کی بنیاد مضبوط ہو۔

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور انور کے خطاب کا مکمل متن پیش ہے:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب برموقع افتتاح مسجد لیوبک

تشہد اور تعوّذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''الحمد للہ کہ آج یہاں کی لیوبک کی جماعت کو اپنی مسجد بنانے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ مسجد جس کے قریب چرچ بھی ہے جو Jehovah's Witness کا ہے، یہ لوگ تھوڑا سا مختلف ہیں باقی عیسائیوں سے، لیکن بہرحال کامل توحید کے تو وہ بھی قائل نہیں۔ اب اس مسجد کا پیغام اس علاقہ کے لئے توحید کا پیغام ہونا چاہئے جیسا کہ مساجد کا مقصد ہے۔ اور وہ اسی صورت میں پہنچے گا جب آپ لوگ اس مسجد کو خالصتاً للہ آباد کرنے والے ہوں۔ اس علاقہ میں یہ پیغام پہنچانے والے ہوں گے کہ مسجد جو بیت العافیت، اس کا نام رکھا گیا ہے، اس میں آنے والا بھی ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ اس کے اردگرد رہنے والا بھی ہر اُس شخص سے محفوظ ہے جو اس مسجد سے منسوب ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

اب دنیا میں اگر کوئی دین ہے جو پیار اور محبت اور امن کا پیغام دیتا ہے تو وہ اسلام ہے۔ اور اس وقت اس پیغام کو آگے پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اور ہم وہ خوش قسمت ہیں جنہوں نے آپؑ کو مانا، آپؑ کو قبول کیا اور اس عافیت کے حصار میں آ گئے۔

اب صرف شامل ہونے سے عافیت نہیں مل جائے گی۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کرنا، اس کو اپنے اوپر لاگو کرنا، اپنی نسلوں میں جاری کرنا، اردگرد کے ماحول کو اس سے روشناس کروانا، یہ ہے اصل کام جو آپ کو بھی عافیت میں رکھے گا اور اس مقصد کو پورا کرنے والا ہو گا جس مقصد کے لئے ہر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہوا ہے۔

پس ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ مسجد بنا دینا کوئی کام نہیں ہے۔ مسجدیں بن جاتی ہیں۔ لیکن مسجد بنانے کے بعد اس کی آبادی، مسجد بنانے کے بعد اُس تعلیم کا پرچار جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے عطا فرمائی اور جس کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح اور روشن کر کے ہم تک دوبارہ پہنچایا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عافیت کا حصار قرار دیا۔

پس یہ پیغام محبت اور پیار کا جس سے اپنے ماحول میں بھی عافیت پیدا ہو، جس سے اپنے ماحول میں بھی وہ احساس پیدا ہو کہ ہم حفاظت میں ہیں، ہم محفوظ ہیں۔ اور اس ماحول کو بھی، اس علاقہ کو بھی احساس پیدا ہو کہ یہ احمدی جنہوں نے یہ مسجد بنائی ہے یہ باقی مسلمانوں کی طرح، جو بعض شدّت پسند گروپ ہیں، ان کی طرح نہیں بلکہ ان سے میل جول رکھنے والا، ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا، ان کی مسجد میں آنے والا بھی ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ اور کسی قسم کا دکھ اور تکلیف ان سے ہمیں نہیں پہنچے گا۔ تو یہ چیز ہے جس کو ہم نے ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا ہے۔

پس اس مقصد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ہے۔ اس کی عبادت کرنی ہے۔ اس مسجد کو آباد رکھنا ہے۔ آپس میں بھی اور اپنے ماحول میں بھی لوگوں میں یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ ہم وہ قوم ہیں، ہم وہ لوگ ہیں جو پیار، محبت اور امن اور صلح اور صفائی کا پرچار کرنے والے، اس کی تبلیغ کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں۔

اللہ کرے کہ آپ لوگوں کا یہ پیغام اس علاقہ میں احمدیت کا پیغام پہنچانے، اسلام کا پیغام پہنچانے کا باعث بننے والا ہو۔ اور یہ مینار جس کے بارہ میں امیر صاحب نے بیان کیا کہ بیس میٹر گہری اس کی جڑیں ہیں أَصْلُهَا ثَابِتٌ کے طور پر آپ لوگوں کے اپنے ایمانوں میں بھی یہ گہری جڑیں پیدا کرنے والا ہو۔ اور پھر اس کی شاخیں جو ہیں آسمان تک پہنچیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچ کر لانے والی ہوں۔ تبھی آپ اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں گے جو ایک مومن کی زندگی کا مقصد ہے، جو ایک انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں''۔

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے خواتین کی طرف تشریف لے گئے جہاں خواتین نے زیارت کا شرف حاصل کیا اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور گیت پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں پودا لگایا۔ مسجد کے افتتاح کے موقع پر احباب جماعت میں شیرینی تقسیم کی گئی اور ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔

اس کے بعد لوکل جماعت کی مجلس عاملہ کے ممبران اور مسجد کی تعمیر میں وقار عمل کے ذریعہ حصہ لینے والے احباب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس موقع پر موجود تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ اس دوران بچیوں کے گروپ دعائیہ نظمیں پڑھتے رہے۔ جہاں مرد احباب شرف مصافحہ پا رہے تھے وہاں خواتین ایک بار پھر شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔

سات بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Lubeck سے واپس بیت الرشید ہمبرگ کے لئے روانہ ہوئے اور آٹھ بج کر پچاس منٹ پر مسجد ''بیت الرشید'' تشریف آوری ہوئی۔

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

قبول احمدیت کی داستان

سہ ماہی رسالہ ''مجاہد'' کے شمارہ Winter 2009ء میں مکرم نوید ملک صاحب ایک 23 سالہ عرب نوجوان مکرم حانی محمد صاحب کی قبول احمدیت کی داستان اُن کی ہی زبانی بیان کرتے ہیں۔

مکرم حانی محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وہابی ماں باپ کے ہاں پیدا ہوا لیکن کچھ چیزیں جو مجھے سکھائی جاتیں اُن کا انکار کرتا، ایک دفعہ میں نے اپنے استاد سے پوچھا کہ قرآن کریم میں ہر جگہ تَوَفّی کا معنی فوت ہونا ہے لیکن حضرت عیسیٰ کے لئے ایسا کیونکر نہیں؟ لیکن مجھے کوئی خاطرخواہ جواب نہ ملا۔ ایک دفعہ مَیں نے ایک غیراحمدی دوست سے احمدیت کے خلاف نازیبا کلمات سنے۔ چنانچہ میں جماعت کی عربی ویب سائٹ پر احمدیت کے بارے میں پڑھنے لگا، اور انٹرنیٹ پر ایم۔ٹی۔اے العربیۃ بھی دیکھا۔ میں یہ جان کر چونک گیا کہ مجھے احمدیت کے بارے میں پتہ ہی نہیں اور یہ ایسی جماعت ہے جس کو کٹر ملّاں غلط طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' پڑھی تو حضورؑ کی عربی زبان پر دسترس پر بھی حیران ہوا۔ پھر مَیں نے ایک خواب میں دیکھا کہ مَیں نے گھوڑے کی لگام سنبھالی ہوئی ہے اور اپنے شہر رشید سٹی کے لوگوں کی راہنمائی کر رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ ''لوگو! دیکھو یہ مسیح اور اِس پر ایمان لاؤ''۔ اس خواب کے بعد مَیں نے 2 نومبر 2007ء کو بیعت کرلی۔

اپنے شہر واپس جانے پر مَیں نے قبول احمدیت سے متعلق اپنی فیملی کو اور ایک دوست کو بتایا تو اُس دوست نے شہر بھر میں اس کی تشہیر کی اور اس طرح ہر جگہ مَیں چہ میگوئیوں کا مرکز بن گیا۔ لیکن اسی دوران میرا 25 سالہ دوست حسن میرے پاس آیا تو اُس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ میرے پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ وہ بھی احمدیت قبول کرچکا ہے۔ اب ایک ہفتے کے دوران رشید سٹی میں دو احمدی ہوچکے تھے۔ مَیں نے حسن صاحب سے کہا کہ اپنی احمدیت کا ابھی اعلان نہ کریں لیکن اُن کا کہنا تھا کہ وہ کسی بھی قسم کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ حسن صاحب کے بھائی ایک کٹر قسم کے وہابی تھے جنہوں نے ساری فیملی کو حسن کے خلاف کردیا اور باپ کو بھی اتنا مجبور کیا کہ اُنہوں نے حسن کو خط لکھ کر کہا کہ وہ گھر سے چلے جائیں اور جائیداد سے بھی عاق کردیا۔ چنانچہ حسن گھر سے بے دخل ہوگئے۔

میرے قبول احمدیت کے بارہ میں سن کر ایک ستائیس سالہ دوست میرے پاس آئے اور پوچھا کہ ''کیا آپ نے ایسے شخص کو مانا ہے جو امام مہدی کا دعویٰ کرتا ہے''۔ میرے مثبت جواب پر انہوں نے پوچھا کہ ''مجھے بتاؤ کہ وہ دجال کے بارہ میں کیا کہتا ہے''۔ میں نے جب انہیں بتایا تو وہ کہنے لگے کہ وہ بھی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ پھر میرے ایک ہمسائے بیس سالہ محمد نے مجھ سے بات کی اور احمدیت قبول کرلی۔ اس طرح تھوڑے ہی عرصہ میں شہر میں ہم چار احمدی ہوگئے۔

مجھے مشکلات کا سامنا بھی ہو رہا تھا، چنانچہ ایک رات دروازہ پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولنے پر پتہ چلا کہ خفیہ پولیس ہے جو مجھے پولیس سٹیشن لے گئی۔ میں نے سمجھا کہ شاید میرے ویزے کے متعلق استفسار کریں گے لیکن وہاں جانے پر انہوں نے کہا کہ ''آپ احمدیت کی تبلیغ نہ کریں''۔ مَیں نے کہا ''میں تبلیغ نہیں کررہا لیکن جب لوگ میرے مذہب کے بارے میں پوچھنے آتے ہیں تو میں اپنے دفاع میں احمدیت کی تعلیم پیش کرتا ہوں، اس پر اگر کوئی احمدیت قبول کرلے تو میں کیا کرسکتا ہوں''۔

کچھ عرصہ پہلے کالج کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں قاہرہ آکر اکاؤنٹنگ میں ملازمت اختیار کرچکا ہوں لیکن بہتر ملازمت کی خاطر اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتا ہوں جبکہ تبلیغ یہاں بھی جاری ہے۔

انٹرویو: عطاء الوہاب احمد رائبانسکی

خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سہ ماہی ''طارق'' 2009ء میں پولینڈ سے تعلق رکھنے والے ایک نواحمدی خادم کا انٹرویو شامل اشاعت ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ میرا نام عطاء الوہاب احمد رائبانسکی ہے۔ یہ نام مجھے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔ میں 9/اکتوبر 1980ء کو وارسا (پولینڈ) میں پیدا ہوا۔ A-level کرنے کے بعد میں نے قریباً ہر قسم کا پیشہ اپنایا اور شراب خانہ سے لے کر ڈیکوریٹر، پروموٹر، سٹیج ٹیکنیشن، لائٹ انجینئر، ساؤنڈ ٹیکنیشن، مزدوری وغیرہ ہر طرح سے آمدنی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ پھر میں اپنا مستقبل سنوارنے کے لئے یکم ستمبر 2006ء کو بریڈفورڈ (برطانیہ) آگیا۔

اپنی جوانی کے ایام سے 2006ء تک مَیں دہریہ خیالات رکھتا تھا لیکن روحانیت اور مذہب کے بارہ میں جاننا ضرور چاہتا تھا۔ پولینڈ میں مسلمانوں کی کم تعداد اور اسلام کے بارہ میں مغربی میڈیا اور مؤرخین پر بھروسہ نہ ہونے کی وجہ سے برطانیہ آکر میری کوشش تھی کہ اسلام کے بارہ میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کروں۔ میں جانتا تھا کہ مجھے کسی مذہب کو رومن کیتھولزم کی آنکھ سے نہیں دیکھنا چاہئے، جو کہ پولینڈ میں سب سے زیادہ مقبول عیسائی فرقہ ہے۔ جب مَیں نے اسلام کے بارہ میں ایک صوفی ادریس شاہ کی کتاب "Caravan of Dreams" پڑھی تو مجھے یقین ہوگیا کہ اسلام ایک کثیرالاشکال اور بھرپور مذہب ہے جس کی روحانیت اس کی معاشرت سے زیادہ طاقتور ہے۔ اور کئی بار غور کرنے کے بعد میں اسی نتیجہ پر پہنچا تھا کہ اگر خدا موجود ہے تو پھر اسلام ہی کے ذریعہ اُس کی عبادت کی جاسکتی ہے۔

بریڈفورڈ میں مکرم عبداللطیف صاحب سے میرے دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے کیونکہ مَیں اُن کے بیٹے کے ساتھ کام کرتا ہوں۔ اُن کے ذریعہ سے میں اسلام، احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ سے متعارف ہوا۔ 2007ء میں ریجنل مبلغ مکرم نسیم باجوہ صاحب کے ساتھ لمبی بات چیت کے بعد مَیں اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ مَیں دل سے احمدی ہوچکا ہوں۔ اس سوچ کے ساتھ میں نے اپنی زندگی کو بدلنا شروع کردیا۔ لیکن بیعت فارم پُر کرنے کا فیصلہ نومبر 2008ء میں کیا۔

احمدیت کی طرف سفر کا آغاز کرنے کے بعد مَیں اکثر احمدیوں کے قریب رہا اور اس بات کا مشاہدہ کیا کہ وہ اپنے عقائد پر بہت ثابت قدم تھے، اس لئے میں نے اُن سے بہت کچھ سیکھا۔ احمدی ہونے کے نتیجہ میں مَیں نے وہ چیز حاصل کرلی، جس کی تلاش میں غیرمسلم اور غیراحمدی اپنی پوری زندگیاں صرف کردیتے ہیں اور وہ ہے مقصدحیات کا ادراک اور دوسروں کے ساتھ ایک نادر رشتہ میں منسلک ہونا۔ تاہم روحانیت کا سفر ایک جاری سفر ہے جس میں ہم مسلسل سیکھتے ہیں۔

مجھے جماعت میں شامل ہونے میں کچھ عرصہ لگا جس کی وجہ سے مجھے یہ موقعہ میسر آیا کہ احمدی ہونے سے پہلے مَیں کچھ احمدی احباب سے مل سکوں اور انہی تعلقات کی بنیاد پر یہ مرحلہ بہت ہی آسان ہوگیا۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدی بہت ہی خوش خلق لوگ ہیں جس کی وجہ سے کسی کو ان کے ساتھ شامل ہونے میں دشواری پیش نہیں آسکتی۔ میری والدہ نے بھی میرے احمدی ہونے پر خوشی کا اظہار کیا اور دوستوں نے بھی کوئی منفی ردّعمل نہیں دکھایا اس لئے مجھے اُن مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا جو عام طور پر احمدیت قبول کرنے والوں کو پیش آتی ہیں۔

محترم اعجاز احمد صاحب

مکرم ناصر احمد صاحب، وینکوور کا ایک مضمون ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا مئی و جون 2009ء میں شامل اشاعت ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ 7/مئی 2008ء کی رات چار ڈاکو موضع تہال تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات میں ہمارے گھر کی دیوار پھلانگ کر اندر آگئے تو میرے اٹھائیس سالہ سب سے چھوٹے دلیر بھائی اعجاز احمد نے انہیں پکڑنے کی کوشش کی لیکن ظالموں نے سینے میں گولی مار کر اُسے شہید کردیا۔ ایک گولی میری والدہ کے پیٹ میں لگی جو بعد میں آپریشن کرکے نکال دی گئی۔ واقعہ کے بعد سراغرساں کتوں کی مدد سے تین ڈاکو گرفتار ہوگئے جبکہ ایک مبینہ طور پر بااثر افراد کی پناہ میں ہے۔

اعجاز احمد کے شب و روز خدمت انسانیت کے لئے وقف تھے۔ وہ ہمیشہ ہر ایک کی مدد کے لئے تیار رہتا۔ اس کی کار محض مریضوں کے لئے وقف تھی۔ اپنی جیب سے گاڑی میں تیل ڈلوا کر مریضوں کو ہسپتال پہنچانے کی کوشش کرتا تھا۔ بے لوث اور بے غرض، بغیر کسی لالچ کے بلکہ اپنی جیب سے پیسے خرچ کرکے اور اپنا کاروبار بند کرکے لوگوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اُس کا کام تھا کہ والد صاحب کا ہاتھ پکڑ کر مسجد لے جانا اور واپس لانا۔ گاؤں میں کپڑے کی دکان تھی لیکن کاروبار کی پرواہ کئے بغیر اُس نے والدین کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اُس کی دکان سے کئی غریب ادھار کپڑا لے جاتے لیکن پھر ادھار واپس نہ کرسکتے تو وہ کبھی برا نہ مناتا۔

پکڑے جانے والے ڈاکوؤں نے اپنے بیان میں کہا کہ ہم تو مرزائیوں کے گھر لوٹ مار کرنے گئے تھے کیونکہ ان کے پاس پیسہ بہت ہے اور مولوی نے بھی کہا تھا کہ ان کا مال لوٹنا جائز ہے۔ یہ مال غنیمت ہے وغیرہ وغیرہ۔ اعجاز احمد کی موت کے بعد اسی مولوی نے گاؤں کے لوگوں سے قسمیں بھی اٹھوائیں کہ اگر کوئی بھی احمدی مرجائے تو اُس کے گھر نہیں جانا۔ اس کے باوجود بھی بڑی تعداد میں لوگ قسمیں توڑ کر اعجاز احمد کا افسوس کرنے ہمارے گھر آگئے اور بتایا کہ اعجاز احمد کا سلوک ہمارے ساتھ اتنا اچھا تھا کہ ہم قسم توڑنے پر مجبور ہوگئے۔ یہ لوگ اُسے اپنا بھائی اور بیٹا کہہ کر پکارتے اور ان کی آنکھیں اشکبار تھیں، بعض تو دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ والدین نے بہت صبر کا نمونہ دکھایا اور کوئی کوئی کلمہ بےصبری کا منہ سے نہیں نکالا۔

اعجاز احمد نے پسماندگان میں بوڑھے والدین کے علاوہ 24 سالہ بیوی، دوسال اور پانچ سال کے دو بیٹے، چار بھائی اور ایک بہن چھوڑے ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 ستمبر 2008ء میں شامل اشاعت مکرم سید طاہر احمد زاہد صاحب کے کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

خلافت کا دیکھو فقط معجزہ ہے
وہ بندہ ہے جس میں خدا بولتا ہے
وہ چہرہ کہ ملتی ہے آنکھوں کو ٹھنڈک
جو بولے تو لفظوں میں رس گھولتا ہے
زمانے کے طوفان یا آندھیوں میں
خلافت شجر وہ کہ پھولا پھلا ہے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9 اکتوبر 2008ء میں مکرم ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

خدا کی مصلحت کے ہاتھ نے لکھا، اسے پڑھ لو
زمانہ پھر نہ یہ آئے گا ، تجدیدِ وفا کر لو
کہیں ایسا نہ ہو پھر اس صدا کو کان ترسیں اور
تمہاری آنکھ سے کچھ خون جیسے اشک برسیں اور
خلافت کے حصارِ عافیت میں بھاگ کر آؤ
پڑے سوؤ گے کب تک؟ آؤ فوراً جاگ کر آؤ
بساطِ دہر پر اس کو نہیں کچھ مات اے لوگو!
چلاتا ہے اسے تو خود خدا کا ہاتھ اے لوگو!
اُفق پر آسماں کے مہر عالمتاب اُبھرا ہے
زمیں کی گود نکھری ہے فلک پر چاند چہرہ ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

15th July 2011 – 21st July 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 15th July 2011

00:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:10 Insight
00:20 Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
01:10 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th December 1997.
02:10 Historic Facts
02:55 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th June 1995.
04:00 Moshaairah: an evening of pre-recorded poetry.
04:55 Jalsa Salana Switzerland: concluding address delivered by Huzoor, on 5th September 2004.
06:05 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:35 Historic Facts
07:10 Children's class with Huzoor.
08:15 Siraiki Service
08:55 Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
10:30 Indonesian Service
12:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
13:30 Dars-e-Hadith
13:50 Zinda Log: A documentary about the martyrs of Ahmadiyyat.
14:20 Bengali Service
15:25 Real Talk
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Lajna Imaillah UK Ijtema: an address deliverd by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 4th November 2007.
19:10 Seerat Sahaba Rasool (saw): A series of Urdu discussion programmes about the companions of the Holy Prophet (saw).
19:30 Yassarnal Qur'an
20:00 Fiqahi Masail
20:35 Friday Sermon
22:00 Insight
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 16th July 2011

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 International Jama'at News
01:00 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 11th December 1997.
02:10 Fiqahi Masail
02:45 Friday Sermon: rec. on 15th July 2011.
04:00 Seerat Sahaba Rasool (saw): A series of Urdu discussion programmes about the companions of the Holy Prophet (saw).
04:25 Rah-e-Huda
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:35 International Jama'at News
07:10 Yassarnal Qur'an
07:30 Jalsa Salana France & Qadian: opening address delivered by Huzoor, on 26th December 2004.
08:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 18th April 1998. Part 2.
09:30 Friday Sermon [R]
10:45 Indonesian Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Zinda Log
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
14:05 Bengali Service
15:05 Children's class with Huzoor.
16:20 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:15 Children's class [R]
19:30 Faith Matters: an English question and answer programme.
20:30 International Jama'at News
21:15 Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Sunday 17th July 2011

00:00 MTA World News
00:15 Friday Sermon: rec. on 15th July 2011.
01:30 Tilawat
01:40 Dars-e-Hadith
02:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th December 1997.
03:20 Friday Sermon [R]
04:35 Yassarnal Qur'an
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat
06:10 Dars-e-Hadith
06:20 Children's class with Huzoor.
07:30 Children's Corner
08:05 Faith Matters
09:05 Jalsa Salana France & Qadian: concluding address delivered by Huzoor, on 28th December 2004.
10:10 Indonesian Service.
11:10 Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon, recorded on 27th April 2007.
12:15 Tilawat
12:30 Zinda Log
13:00 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:15 Children's class [R]
16:30 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:20 Children's class [R]
19:25 Real Talk
20:30 Children's Corner
21:00 Jalsa Salana France & Qadian [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:25 Ashab-e-Ahmad

Monday 18th July 2011

00:05 MTA World News
00:25 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Qur'an
01:00 International Jama'at News
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 17th December 1997.
02:50 Food for Thought: a discussion programme.
03:40 Friday Sermon: rec. on 15th July 2011.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Seerat-un-Nabi (saw)
07:40 Children's class with Huzoor.
08:45 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th June 1998.
09:50 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 6th May 2011.
11:00 Jalsa Salana Speeches
11:50 Tilawat
12:05 International Jama'at News
12:35 Zinda Log
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 Friday Sermon: rec. on 7th October 2005.
15:20 Jalsa Salana Speeches [R]
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th December 1997.
20:30 International Jama'at News
21:05 Children's class [R]
22:10 Jalsa Salana Speeches [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Tuesday 19th July 2011

00:05 MTA World News
00:25 Seerat-un-Nabi (saw)
00:50 Tilawat
01:00 Insight
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th December 1997.
02:35 Seerat-un-Nabi (saw)
03:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th June 1998.
04:10 Khilafat Day Seminar
04:55 Jalsa Salana Spain: concluding address delivered by Huzoor, on 8th January 2004.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:35 Insight
07:20 Yassarnal Qur'an
07:55 Children's class with Huzoor.
08:55 Question and Answer Session: rec. on 10th May 1998.
10:05 Indonesian Service
11:10 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 3rd September 2010.
12:10 Tilawat
12:20 Zinda Log
12:50 Insight
13:10 Bangla Shomprochar
14:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 5th October 2008.
14:50 Yassarnal Qur'an
15:25 Historic Facts
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Beacon of Truth: an English talk-show on various matters relating to Islam.
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 15th July 2010.
20:35 Insight
21:00 Children's class [R]
22:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:05 Real Talk

Wednesday 20th July 2011

00:10 MTA World News
00:25 Tilawat
00:35 Dars-e-Malfoozat
01:00 Yassarnal Qur'an
01:35 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 23rd December 1997.
02:35 Learning Arabic
03:15 Food for Thought: an English discussion.
03:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 10th May 1998.
05:05 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 5th October 2008.
06:05 Tilawat
06:25 Dars-e-Hadith
06:45 Yassarnal Qur'an
07:05 Masih Hindustan Main
07:50 Children's class with Huzoor.
08:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 20th May 1995. Part 1.
09:50 Indonesian Service
10:55 Swahili Service
12:05 Tilawat
12:20 Dars-e-Hadith
12:40 Zinda Log
13:15 Friday Sermon: rec. on 21st October 2005.
14:05 Bangla Shomprochar
15:25 Dua-e-Mustaja'ab
16:00 Fiq'ahi Masa'il
16:45 Dars-e-Hadith [R]
17:20 Australian Flora & Fauna
18:00 MTA World News
18:20 Lajna Imaillah UK Ijtema: an address deliverd by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 4th November 2004.
19:05 Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:25 Real Talk
20:30 Yassarnal Qur'an [R]
20:50 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:30 Children's class [R]
22:45 Friday Sermon [R]

Thursday 21st July 2011

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat
00:35 Dars-e- Hadith
00:45 Masih Hindustan Main: A discussion on the books of the Promised Messiah (as).
01:05 Liqa Ma'al Arab: recorded on 24th December 1997.
02:30 Fiqahi Masail
03:00 MTA World News
03:20 Masih Hindustan Main [R]
04:10 Friday Sermon: rec. on 21st October 2005.
05:05 Jalsa Salana Canada: an address delivered by Huzoor, on 25th June 2005, from the ladies Jalsa Gah.
06:00 Tilawat
06:25 Children's class with Huzoor.
07:30 Yassarnal Qur'an
08:05 Faith Matters
09:10 Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
10:00 Indonesian Service
11:10 Pushto Service
12:00 Tilawat
12:20 Zinda Log
13:00 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 15th July 2010.
14:05 Jalsa SalanaUnited Kingdom 2011 Preparations.
15:30 Moshaa'irah
16:25 Dars-e- Malfoozat
16:35 Yassarnal Qur'an [R]
16:55 Faith Matters
18:00 MTA World News
18:20 Jalsa SalanaUnited Kingdom 2011 Preparations.
19:25 Qur'anic Archaeology
20:05 Faith Matters [R]
21:05 Children's class [R]
22:10 Jalsa SalanaUnited Kingdom 2011 Preparations.
23:15 Moshaairah [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 08 July, 2011 | Issue No. 27

مغرب ہو یا مشرق ہر ملک نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان دیکھا۔ آپؑ کی زندگی کے بعد آپ کے خلفاء اور غلاموں کے ذریعہ بھی نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔

خلافت احمدیہ کا قیام خود ایک عظیم نشان ہے۔ 100 سال سے خدا تعالیٰ نے خلافت احمدیہ کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ مضبوط سے مضبوط تر کیا۔

خلافت احمدیہ کی پہلی صدی مکمل ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے کا کام ختم نہیں ہو گیا بلکہ نئی صدی ہماری ذمہ داریاں بڑھا رہی ہے اس لئے پہلے سے زیادہ درود بھیجیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محسن انسانیت ثابت کر کے ساری دنیا کو ہم نے درود بھیجنے والا بنانا ہے تا کہ ساری دنیا اللہ کی رحمتوں کی وارث ہو۔

دعاؤں کے ساتھ اور درود بھیجتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے پیغام کو پہنچانا ہمارا فرض ہے۔

خدا اپنے وعدوں کے مطابق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام مخالفین کو نابود کر دے گا۔ یہ صدیوں کی نہیں بلکہ دہائیوں کی بات ہے۔

(حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 42ویں جلسہ سالانہ کے تیسرے روز 27/جولائی 2008ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز، ولولہ انگیز اختتامی خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ– بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ (المجادلہ:22)

خدا نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرا پیغمبر غالب رہیں گے۔ خدا بڑی طاقت والا اور غالب ہے۔ یہ قرآن کریم کی آیت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی متعدد مرتبہ یہ الہام ہوا۔ بعض دفعہ دوسرے عربی الہامات کے ساتھ، بعض دفعہ صرف اتنا حصہ کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور اس کے ساتھ بعض دوسرے الہامات ہوئے۔

پہلی مرتبہ آپ کو یہ الہام 1883ء میں ہوا یعنی آپ کے باقاعدہ بیعت لینے سے 6 سال قبل۔ اور پھر اس کے بعد 1900ء میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ پھر اس کے بعد کئی دفعہ ہوا۔ اور 1903ء سے لے کر 1906ء تک بڑی کثرت سے یہ الہام ہوا۔ گویا ایک تکرار سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ آپ کا غلبہ ہے۔ دشمن چاہے جتنا بھی زور لگا لے آخری فتح انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی ہے۔

1883ء میں جب آپ کو الہام ہوا تو اس سے پہلے کے الہام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا ”رُفِعْتَ وَجُعِلْتَ مُبَارَكًا“۔ کہ ”تُو اُونچا کیا گیا اور مبارک بنایا گیا“۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ یعنی جو لوگ ان برکات اور انوار پر ایمان لائیں گے کہ جو تجھ کو خدائے تعالیٰ نے عطا کئے ہیں اور ایمان ان کا خالص اور وفاداری سے ہوگا تو ضلالت کی راہوں سے امن میں آ جائیں گے اور وہی ہیں جو خدا کے نزدیک ہدایت یافتہ ہیں۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 667)

پس یہ ہر طرح کی تسلّی تھی جو خدا تعالیٰ نے آپ کو فرمائی کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و برکات آپؐ کے اس غلام صادق کے ذریعہ جاری ہونے ہیں اور یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُس دُرود بھیجنے کی وجہ سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تسلسل سے آپؐ پر بھیجا۔ یہ دُرود بھیجنے سے اس مقام کے ملنے کی وضاحت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمائی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قُرب کا یہ مقام دیتے ہوئے یہ واضح بھی فرمایا اور آئندہ کے لئے بھی یہی نسخہ بتایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس الہام سے بھی واضح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا۔ حِبُّ اللّٰهِ۔ خَلِيْلُ اللّٰهِ۔ اَسَدُاللّٰهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ“۔ ”...... یعنی دوستِ خدا ہے۔ خلیل اللہ ہے۔ اسد اللہ ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دُرود بھیج“۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 666)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں:

”یعنی یہ اس نبی کریمؐ کی متابعت کا نتیجہ ہے“۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 666)

پس جس کو اللہ تعالیٰ نے ایسے اعزازات سے نوازا ہو اُس سے ہی اب تمام انوار و برکات وابستہ ہیں۔ اور وہی ایک اللہ کا پیارا ہے، اللہ کا دوست، اللہ کا شیر ہے۔ جس کے ساتھ جڑے رہنے سے تمام اندھیرے دور ہونے ہیں۔ ایمان کی شمع روشن ہونی ہے۔ اور امن کی ضمانت ملنی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ یونہی نہیں مل جانا۔ بلکہ ایمان خالص ہو، کسی قسم کا کھوٹ نہ ہو، دنیا کی ملونی نہ ہو، وفا اور اخلاص ہو۔ پس یہ پیغام ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا جس پر جہاں آپ کے ماننے والوں کے لئے عمل کرنا ضروری ہے وہاں اُن کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اس پیغام کو دنیا تک بھی پہنچائیں۔ باقی جہاں تک آپ کے غلبے اور آپ کی جماعت کی ترقی اور آپ کی عزت پر دشمن کے ہاتھ ڈالنے کا تعلق ہے۔ اس بارہ میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں بھی اور اس کے علاوہ بھی بے شمار الہامات میں آپ کو تسلّی دی ہوئی ہے کہ یقیناً آپ کا اور آپ کے ماننے والوں کا غلبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرتیں آپ کے اور آپ کی جماعت کے ساتھ ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں: ”سچا خدا جس سے پیار کرتا ہے اُس کی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ خدا فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ“ (المجادلہ:22)۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 716۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ: 22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے“۔

(الوصیت روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 304)

پھر فرمایا: ”خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا حامی ہو جاتا ہے۔ دشمن چاہتے ہیں کہ ان کو نیست و نابود کر دیں۔ مگر وہ روز بروز ترقی پاتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر غالب آ جاتے ہیں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ یعنی خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ مَیں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 221-220 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ انبیاء وقت رخصت اپنے اس کام کو مکمل کر کے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی بھی اس بات کی گواہ ہے کہ آپ کے مقابل پر جو مخالف بھی آیا اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل و رسوا کر دیا۔ اگر کوئی مسلمان علماء میں سے کھڑا ہوا تو وہ ذلیل ہو گیا۔ اگر کوئی غیر مذاہب میں سے کھڑا ہوا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے عبرت کا نشان بنا دیا۔ اگر لیکھرام کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسے عبرت کا نشان بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی سچائی ثابت کر دی۔ عبداللہ آتھم مقابلہ پر آیا یا اس نے آنے کی کوشش کی تو اسے نشان بنا دیا۔

یہاں اس ملک میں بھی پادری پگٹ کو چیلنج دیا تو اسے بھی نشان بنا دیا۔ وہی لوگ جو اس کے سامنے اسے خدا کہتے ہوئے سجدہ ریز ہو گئے تھے جس نے اپنے زعم

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں